

مزارات پر پھول ڈالنا کیسا؟

رئیس التحریر مناظرِ اہلسنت شیخ الحدیث سرمایۂ اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ

محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی بہاولپور

باہتمام جناب محمد فضیل رضا قادری عطاری

قطبِ مدینہ پبلیشرز کھارادر کراچی 0320 4027536

داتا پرنٹرز پرنس روڈ فون: 2626300

میثم قادری

نام کتاب : قبر پر پھول ڈالنا

مصنف : ملک التحریر مناظر اسلام حضرت علامہ
مفتی حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب

باہتمام : فضیل رضا عطاری

ناشر : قطب مدینہ پبلشرز کھارادر کراچی

اشاعت جدید : صفر المظفر ۱۴۲۱ھ / مئی 2000ء

ضخامت :

قیمت :

کمپوزنگ : عمیر قادری کمپوزنگ 603734

☆ملنے کا پتہ☆

۱۔ مکتبہ غوثیہ مدینہ مرکز سبزی منڈی نمبر ا کراچی فون 4943368

۲۔ مکتبہ المدینہ فیضان مدینہ مرکز سبزی منڈی / شہید مسجد کھارادر کراچی 2314045

۳۔ مکتبہ المصطفی / ۴۔ مکتبہ قاسمہ رضویہ / برائٹ کارنر، سبزی منڈی کراچی

۵۔ ضیاء الدین پبلشرز شہید مسجد کھارادر کراچی فون 203918

۶۔ مکتبہ رضویہ، گاڑی احاطہ، آرام باغ کراچی فون 2637897

۷۔ مکتبہ البصریٰ چھوٹی گٹی حیدر آباد سندھ فون 641926

۸۔ مدنی کیسٹ ہاؤس مرکز اویس دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

۹۔ سنی کتب خانہ مرکز اویس دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

۱۰۔ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

۱۱۔ قادری کتب خانہ، ۹۰ سیبھٹی پلازہ علامہ اقبال چوک سیالکوٹ فون 591008

۱۲۔ مکتبہ ضیائیہ بوھر بازار راولپنڈی فون 552781

عرض ناشر

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم و علی اله و اصحابه وبارك وسلم٥

اما بعد! فاعوذ باالله من الشیطن الرجیم٥

بسم الله الرحمٰن الرحیم

جب بھی کوئی سنی مسلمان قبرستان جاتا ہے۔ تو قبروالوں کے لیے جس طرح استغفارو غیرہ کر کے ان کو ایصال ثواب پہنچاتا ہے اسی طرح وہ ان قبروں پر پھول بھی ڈالتا ہے۔ منکرین قبروں پر پھول ڈالنے کو بھی جائز نہیں سمجھتے۔ حالانکہ احادیث میں مسلمان کی قبر پر پھول ڈالنے کا فائدہ بتایا ہے۔ مگران منکروں کو یہ دکھائی نہیں دیتا۔ اور کیوں دکھائی دے۔ کہ ان کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

کیونکہ

[خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔]

علامہ مولانا ابو صالح محمد فیض احمد اویسی صاحب کے اس رسالہ میں مسلمان کی قبر پر پھول ڈالنے کے فوائد اور ان پر ثواب حاصل ہونے کے دلائل پیش کیے ہیں۔ اور ادارہ قطب مدینہ پبلشرز کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ اس نے اس کتاب کی طباعت کی۔ اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کے علم و عمل و عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور اراکین قطب مدینہ کو خوب ترقی و کامرانی عطا فرمائے۔

"خادم اہلسنت"

محمد فضیل رضا عطاری عفی عنہ

۲۶ صفر المظفر ۱۴۲۱ء

بمطابق 31 مئی 2000ء بروز بدھ (کراچی)

پیش لفظ

مسلماً و محمد لاً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعد! قبر پر پھول ڈالنے کے لئے مسلمان کی قبر ہونا شرط ہے۔ غیر مسلم اور مرتد اور بے دین کی قبر پر ڈالنا بے سُود ہے کیونکہ احادیث مبارکہ میں مسلمان اگرچہ فاسق کی قبر پر پھول وغیرہ ڈالنے کا فائدہ بتایا ہے۔ چونکہ غیر مسلم ویسے بھی قبر کے دائمی عذاب میں مبتلا ہے اسی لئے اس کی قبر پر پھول ڈالنے کا کوئی فائدہ نہیں اسی لئے رد کرنے والے سچے ہیں کہ اُن کے مردے بیچارے دائمی عذاب میں ہیں۔ اسی لئے اُن کو کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

ہمیں اپنے اہل اموات کے ایمان پر پختہ یقین ہے بنا بریں ان کے کفارۂ گناہ یا رفع درجات کے لئے پھُول وغیرہ ڈالنا ثواب ہے۔ خواہ وہ قبر عام اہل ایمان کی ہے یا اہل عرفان ولی کامل کی اس مختصر تصنیف میں اس موضوع پر چند دلائل عرض کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ قبول فرما کر میرے لئے توشۂ آخرت اور مستفیدین کے لئے مشعل راہ ہدایت بنائے۔ (آمین)

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ ۱۰ محرم ۱۴۰۵ھ بروز بدھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! محمد بن عبدالوہاب نجدی کے فتنے سے اہل سنت کا ہر معمول بہ مسئلہ انکار کی زد میں آگیا۔ من جملہ ان کے "مزارات پر پھول ڈالنا" بھی ہے۔ فقیر کے اکابر اہل سنت نے ہر دور میں ہر فتّان کے فتنوں کو نہ صرف روکا بلکہ ایسا مٹایا کہ ان کا نام ونشان تک نہ رہا۔ ایسے ہی نجدی کے فتنے بھی پامال فرمائے لیکن افسوس کہ ہمارے ملک میں اس کے فتنے نئے روپ دھار کر ابھر رہے ہیں۔ فقیر اپنی استطاعت پر یہ سطور حوالۂ قلم کر کے اس کا نام رکھتا ہے "الریحان علی قبور اہل الجنان"

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

فائدہ ہم اہلسنت کے معمولات متعلقہ بقبور و اہل قبور پر بعض خوارج زمانہ کو اعتراض ہے بلکہ انہیں شرک یا کم از کم بدعتِ سیئہ سے تعبیر کرتے ہیں فقیر اس رسالہ میں قبور پر پھول وغیرہ ڈالنے اور محرم کے ماہ میں بعض لوگ کھجور کے سبز پتے وغیرہ ڈالتے ہیں۔ بعض مقامات پر تازہ فوت شدہ مردہ کی قبر پر پہلے دن اور پھر قل خوانی کے موقعہ پر ایسے ہی گاہے بگاہے پھول اور سبز کھجور کے پتے ڈالتے ہیں۔ کے ثبوت میں چند دلائل حاضر کرتا ہے:۔

مقدمہ اہلسنت کے نزدیک ہر شے میں اس کے لائق حیات ہے اور ہر شے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے۔

(۱) کل قد علم صلوتہ وتسبیحہ۔

(۲) وان من شئ الا یسبح بحمد ربہ ولکن لا تفقھون تسبیحہم۔

(۳) یسبح للہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض

ان اشیا کی تسبیح حالی نہیں قالی ہے یعنی حقیقی تسبیح مراد ہے ان آیات سے اہلسنت نے مذکورہ بالا مسئلہ کے لیے استدلال کیا ہے

(۱) صاحب روح المعانی صـ۷۹ پ۱۵ میں تسبیح قولی حقیقی پر بے شمار احادیث و آثار نقل کر کے فرماتے ہیں

لا یکاد یحصی من الاخبار و الآثار و هی مجموعہا متقاضاۃ فی الدلالۃ علی ان التسبیح قالی کما لا یخفی وھو مذھب الصوفیہ۔
یعنی بے شمار احادیث اور آثار مجموعی قوت کے ساتھ اس بات پر ہیں کہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جس تسبیح کا ذکر فرمایا ہے وہ تسبیح قالی ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور یہی صوفیہ کا مذہب ہے۔

(۲) اس کے بعد فرمایا ولعل الاولیٰ فیہ ان یلتزم التسبیح علی ما ھو الاعم من الحالی والقالی وثبت کلا النوعین لکل شیٔ۔
یعنی اولیٰ یہی ہے کہ یہاں تسبیح سے مراد تسبیح مراد لی جائے جو حال اور قال دونوں کو شامل ہو اور دونوں قسموں کی تسبیح ہر شے کے لیئے ثابت کی جائے۔

(۳) امام راغب اصفہانی مفردات صـ۲۲ میں فرماتے ہیں قد یقتضی بان یکون تسبیحھا الحقیقی۔ یعنی دلائل و قرائن کا تقاضا یہ ہے کہ آیت کریمہ میں تسبیح حقیقی و قولی مراد ہو۔ ان کے علاوہ دیگر بے شمار مفسرین و علمائے اسلام نے تصریح فرمائی ہے کہ آیت میں تسبیح قولی مراد ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ عالم کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مصروف ہے اور ان کی تسبیح ہے بھی قالی۔

(۳) تر کھجور اور پھول وغیرہ کی تسبیح جب تک تر رہے گی۔ میت کو ثواب اور تخفیف عذاب اور اللہ والوں کے لیئے ترقی درجات اور پھول اور سبز پتے ڈالنے والوں کو اجر و ثواب نصیب ہوگا۔

(۴) فقہا احناف نے قانون بتایا ہے کہ اصل اشیا کا مباح ہے اگر ہمارے ہاں دلائل نہ ہوتے تب بھی یہ فعل قاعدہ مذکورہ کی بنا پر جائز ٹھہرتا (۵) جو امور عالم برزخ میں اموات کو مفید ہوں اور شرعاً ممانعت نہ ہو تب بھی ان کے کرنے پر عامل اور معمول لہ کو ثواب ملتا ہے (۶) یہ رکاوٹ معتزلہ و دیگر بد مذاہب کی تائید ہوتی ہے اور عمل سے اہلسنت کی اور اصول کا قاعدہ ہے کہ جس عمل سے بد مذاہب کے اصول کا رد ہوتا ہو اس عمل کو بڑھ چڑھ کر کرنا چاہیئے۔[۱]

---

[۱] تفصیل کے لئے دیکھئے "ابلیس تا دیو بند"

مزارات اولیاء شعائر اللہ

ہم اہلسنت عموماً پھولوں کے ہار مزارات صاحبان کرامات و برکات یعنی اولیاء کرام رحمہم اللہ پر ڈالتے ہیں اور مخالفین کو ضد بھی انہیں سے ہے ورنہ یہی پھول ان کے مولویوں ولیڈروں اور رہنماؤں کو ڈالے جاتے ہیں انہوں نے کبھی اسے بدعت کا فتویٰ نہیں لگایا حالانکہ ہمارے نزدیک یہی مزارات والے ان سے زیادہ معزز و مکرم و محترم بلکہ ہم اللہ حبیبوں کو مُردہ اور اولیاء اللہ کو زندہ سمجھتے ہیں۔ قطع نظر اس کے مزارات اولیاء بھی شعائر اللہ میں داخل ہیں جب کہ وہ انہیں مزارات میں وہی شخصیات زندہ موجود ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے چند اشیاء کو شعائر اللہ فرمایا ہے۔

دیکھئے مقام ابراہیم شعائر اللہ ہے لیکن وہاں ابراہیم علیہ السلام کا صرف نقش قدم ہے اور بس اور صفا و مروہ شعائر اللہ ہیں باوجودیکہ وہاں کچھ بھی نہیں سوائے اس کے کہ وہاں سینکڑوں سال پہلے ایک محبوبۂ خدا نے چند چکر لگائے اور چاہ زمزم شعائر اللہ میں سے ہے حالانکہ وہاں صرف وہ پانی ہے جسے اسماعیل علیہ السلام کے قدم مبارک سے نسبت ہے۔ اور شعائر اللہ کی تعظیم کا قرآنی حکم ہے

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۔ اس تعظیم میں کوئی قید نہیں ہر ملکے ہر رسمے جس ملک میں اور جس زمانہ میں جو بھی جائز تعظیم مروج ہے وہ جائز ہے ہمارے ملک میں پھول ڈالنا بھی ایک قسم کی تعظیم ہے یہی وجہ ہے کہ لیڈروں کی آمد پر تم ڈالتے ہو حجاج کی حج سے واپسی پر ان کے گلے میں۔ پھول ہم سب ڈالتے ہیں یہ سب خوشی اور تعظیم پر مبنی ہے اور یہی عرف عام ہے اور احکام شرعیہ کا دارومدار عرف پر ہے اس لئے ہم اہل قبور کو زندہ سمجھ کر اور ان کی تعظیم و تکریم پر پھول ڈالتے ہیں۔ اگر کسی کا ذہن قبول نہیں کرتا تو اسکی قسمت ہم تو مزارات والوں کی شخصیت کے پیش نظر یہ عمل کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

باب (۱)

اس مضمون کو ہم انشاء اللہ احادیث نبویہ کے علاوہ چند ایک ائمہ کرام کے اقوال سے ثابت کریں گے۔ سب سے پہلے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) عن ابن عباس قال مر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقبرین فقال انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدہما فکان لا یستتر من البول واما الآخر یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقہا بنصفین ثم غرز فی کل قبر واحدۃ قالو یارسول اللہ لم صنعت ھذا فقال لعلہ ان یخفف عنہما مالم ییبسا متفق علیہ۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں سے گزرے، پس فرمایا کہ یہ دونوں عذاب کئے جاتے ہیں اور کسی بڑے امر میں عذاب نہیں کئے جاتے (یعنی عذاب کی وجہ گناہ کبیرہ نہیں) لیکن ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں چھپتا تھا (یعنی پیشاب کرتے وقت پردہ کا لحاظ نہ کرتا تھا الخ)

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ پیشاب سے بچتا نہ تھا، لیکن دوسرا چغل خوری کرتا تھا، پھر نبی کریم علیہ السلام نے خرما کی ایک تر شاخ لے کر اس کے دو حصے کئے، پھر ہر قبر میں ایک حصہ کو جما دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ نے کس لئے کیا، تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا! ان دونوں قبروں والوں کے عذاب میں تخفیف ہو گی جب تک یہ دونوں حصے شاخ خرما تر رہیں۔

(حدیث ۲) عن ابی ھریرۃ قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبر فقال ایتونی بجریدتین فجعل احدہما عند راسہ والاخری عند رجلیہ فقلنا لہ یا رسول اللہ اینفعہ ذالک قال لن یزال یخفف عنہ بعض عذاب القبر مادام فیہا ندوۃ۔

(کنز العمال فی سنن الاقوال صہ۱۲۱ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

ترجمہ: ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام ایک قبر پر گزرے اور وہاں ٹھہر کر فرمایا میرے پاس دو شاخیں لاؤ، جب لوگ دو شاخیں لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے ایک اس قبر کے سرہانے اور دوسری پاؤں کی جانب لگا دی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا اس سے صاحب قبر کو نفع ہوگا، فرمایا اس کے عذاب میں تخفیف کی جائیگی جب تک ان میں تری رہیگی۔

(حدیث ۳) واخرج بن عساکر من طریق حماد بن سلمة عن قتادہ ان ابا برزة الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کان یحدث ان رسول اللہ مر علی قبر وصاحبه یعذب فاخذ جریدة فغرسها فی القبر وقال عسیٰ ان یرفعه عنه مادامت مطوبة فکان ابوبرزة یوصی اذا امت ضعوا فی قبری معی جریدتین قال فمات فی مفازة بین کرمان وقومس فقالوا کان یوصینا ان نضع فی قبرہ جریدتین وهذا موضع لا نصیبهما فیه فبینا هم کذالك اذ اطلع علیهم رکب من قبل سجستان فاصابوا معهم سعفا فاخذوا جریدتین فوضعوهما فی قبرہ واخرج بن سعد عن مسروق قال اوصی موبریدة ان یجعل فی قبرہ جریدتان۔ (شرح الصدور صہ۱۲)

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کررہے تھے کہ نبی کریم علیہ السلام ایک قبر پر سے گزرے صاحب قبر اس وقت عذاب میں گرفتار تھا۔ پس نبی کریم علیہ السلام نے ایک شاخ خرما کی لے کر قبر پر گاڑ دی، اور فرمایا اس سے تخفیف عذاب کی امید ہے، جب تک کہ یہ تر رہے۔ پھر ابوبرزہ وصیت کرتے تھے کہ میرے ساتھ بھی میری قبر میں دو شاخیں رکھ دینا، راوی نے بیان کیا کہ اُن کی وفات کرمان وقومس کے درمیان ایک جنگل میں ہوئی، لوگوں نے کہا کہ ابوبرزہ ہم کو وصیت کرگئے ہیں کہ ہم ان کی قبر پر دو شاخیں رکھ دیں اور ایسا مقام ہے کہ یہاں شاخیں میسر نہیں، یہی گفتگو تھی کہ سجستان کی جانب سے چند سوار

ظاہر ہوئے جن کے پاس شاخ تھی۔ جس کی دو ٹہنیاں بنا کر ان کی قبر پر رکھ دیں، اور مسروق سے روایت ہے، کہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں دو شاخیں رکھدی جائیں،

سوال: مذکورہ بالا تین احادیث نہیں ایک ہے تم نے خواہ مخواہ مضمون کو طول دیتے ہوئے تین روایات بیان کردیں؟

(جواب) مذکورہ بالا تین احادیث میں ایک واقعہ نہیں، بلکہ تین علیحدہ علیحدہ واقعے ہیں۔ تفصیل یوں ہے کہ

(حدیث ۱) جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے، دو قبروں کا ذکر ہے اور دونوں کے عذاب کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے اور ایک شاخ کو دو حصّوں میں منقسم کرنے اور ہر قبر پر شاخ کا ایک حصّہ جمانے کا ذکر ہے

(حدیث ۲) جو حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اس میں ایک قبر پر دو شاخیں جمانے کا ذکر ہے اور صاحب قبر کے عذاب کی وجہ بیان نہیں کی گئی ہے۔

(حدیث ۳) جو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اس میں ایک قبر پہ ایک شاخ گاڑنے کا ذکر ہے اور صحابی رسول حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی قبر پر شاخ گاڑنے کی وصیت کرنا مذکور ہے۔ لہٰذا یہ بات یقینی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے صرف ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ قبروں پر ہری شاخیں ڈالیں۔

(سوال) روایت ایک ہو یا تین اس سے تخفیف عذاب حضور علیہ السلام کا خاصہ ہے اور وہ صرف حضور علیہ السلام کی شفاعت اور ہاتھ کی برکت سے ہوا نہ کہ عام حکم ہے کہ جو بھی ایسا کرے تو میت کو فائدہ ہو؟۔

(جواب) مذکورہ بالا احادیث سے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استدلال پکڑ کر بہ نیت نفع میت قبروں پر سبز شاخیں ڈالنے کا انکار کرنا غلط ہے، کیونکہ سبز شاخیں جمانے کے ساتھ جہاں شفاعت کا ذکر ہے، وہ دیگر احادیث ہیں، انہیں اس ضمن میں درج نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ان کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

مزید توضیح

خلاصہ یہ ہے اس خدشہ کو بھی "تین وجوہ کی بنا پہ رد کیا جا سکتا ہے کیونکہ دونوں روایتوں میں کئی وجہ سے مغائرت ہے۔

(۱) حضرت ابن عباس کی روایت سے مراد جو واقعہ ہے وہ مدینہ شریف کا ہے اور نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت کا تذکرہ ہے۔

جبکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے مراد جو واقعہ ہے، وہ سفر کا ہے اور نبی کریم علیہ السلام قضائے حاجت کے لیئے تشریف لے جاتے ہیں اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ تھے۔

(۲) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں سبب عذاب مذکور نہیں۔

(۳) حضرت عباس کی روایت میں نبی کریم علیہ السلام نے ایک شاخ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے قبروں پر ڈالا، جبکہ حضرت جابر کی روایت میں نبی کریم علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ کو ان درختوں سے دو شاخیں کاٹنے کا حکم دیا جن کے ساتھ نبی کریم علیہ السلام نے قضائے حاجت فرمائی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عباس کی روایت میں شفاعت کا ذکر نہیں جبکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں شفاعت کا ذکر ہے۔

(جواب ۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے شفاعت و خصوصیت دست مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استدلال اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے بر نیت نفع صاحب قبر قبروں پر پھول ڈالنے کا استدلال جاتا ہے۔

لیکن پہلی تین احادیثِ مبارکہ کے علاوہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی خصوصیتِ دستِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یعنی یہ کہنا کہ عذاب کی تخفیف سبز چھڑیوں کی وجہ سے نہیں (بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک سے گاڑنے کی وجہ سے ہوئی) کا استدلال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک کی برکت کا استدلال مبنی بر شفاعت ہے۔ اور شفاعت مخصوص وقت تک محدود ہوتی ہے۔ کہ شفاعت ہو گئی اس کے بعد ختم اور جو ہم کہتے ہیں وہ دائمی امر ہے یعنی جب بھی سبز اور تر چیز یا کوئی اور بابرکت شے جسے کسی محبوب سے نسبت ہے اس کا فائدہ دائمی ہوتا ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے۔

ھٰذہ جبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانت عند عائشۃ فلما قبضت قبضتھا وکان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یلبسھا فنحن نغسلھا للمرضیٰ ونستشفی بھا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب اللباس)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جبہ میں نے اپنی بہن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد لیا، یہ جبہ نبی کریم علیہ السلام پہنتے تھے۔ اب ہم یہ کرتے ہیں کہ مدینہ میں جو بیمار ہو جاتا ہے اُسے دھو کر پلاتے ہیں تو اسے شفا ہو جاتی ہے گویا جب تک جبہ باقی رہا تو اس میں خصوصیت جسم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی شفا باقی رہی تو کیا جب شاخیں خشک ہو گئیں تو اُن میں خصوصیت دست مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاتی رہی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سچ ہے ؏

جب خدا عقل لیتا ہے تو حماقت آ ہی جاتی ہے۔

اسی لیے ہم مخالفین کو بے ادب اور گستاخ رسول کہتے ہیں کہ انہیں حضور علیہ السلام کے لیے وہ باتیں سوجھتی ہیں کہ جو آپ کی کسر شان پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً یہاں شفاعت کا

استدلال کر کے حضور علیہ السلام کے فیضان کو محدود کر دیا، کہ جب ٹہنی خشک ہوئی تو فیض ختم (معاذ اللہ) اس لئے ہم نے اس کو شفاعت کے کھاتا میں ڈالا ہی نہیں۔ کیونکہ شفاعت والی روایات اور ہیں۔

فائدہ

امام ابو ذکریا محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وقیل لکونہما یسبحان مادا مارطبین ولیس للیابس تسبیح وھذا مذھب کثیرین من المفسرین فی قولہ تعالی وان شیءٍ الا یسبح بحمدہ واستحب العلماء قراۃ القرآن عند القبر لھذا الحدیث لانہ اذا کان یرجی التخفیف تسبیح الجرید فتلاوۃ القرآن اولی (نووی شرح مسلم ص۱۴۱)

(ترجمہ) یہ بھی کہا گیا ہے کہ قبروں پر تر شاخیں جمانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ جب تک تر رہتی ہیں تسبیح کرتی ہیں اور خشک تسبیح نہیں پڑھتی اور قبر پر قرآن پڑھنا اسی سے ثابت ہے

تبصرۂ اویسی اس سے مخالفین کو اور درد اٹھتا ہوگا کہ وہ رتے تھے پھول ڈالنے کو اب قبر پر قرآن شریف پڑھنا بھی۔ عجیب تر یہ کہ علماء کرام نے اس حدیث سے قبر پر قرآن شریف پڑھنے کے استحباب کا استدلال کیا ہے۔

اجماع صحابہ صحابی رسول حضرت ابو برزہ اسلمی رضی نے لوگوں کو اپنی قبر پر شاخیں رکھنے کی وصیت فرمائی، اس وقت کثیر تعداد میں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور تابعین حضرات موجود تھے، کسی نے بھی اس فعل کو بدعت سمجھتے ہوئے حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منع نہ کیا بلکہ ان کی وصیت پر عمل کر کے دکھایا۔

استدلال بطریق عجیب نبی کریم علیہ السلام کے صحابی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے بھی جب اپنی قبر کے بارے میں وصیت فرمائی تو صحابہ کرام و تابعین حضرات میں سے کسی نے ان کے قول کو بدعت سے تعبیر نہیں کیا۔

سوال :- تم نے بھی تو حضور علیہ السلام کی کسرِ شان میں کمی نہیں کی اس لئے کہ جب وہ ترٹہنیاں حضور علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے گاڑیں تو چاہیئے کہ قیامت تک ان مردوں سے عذاب اٹھ جائے لیکن تم نے بھی یہی کہا کہ جب تک خشک نہ ہوئیں عذاب کی تخفیف رہتی۔

جواب :- احکامِ شریعہ عقلی ڈھگوسلے نہیں بلکہ ان کے بھی ضوابط و قواعد ہیں یہاں وہی قواعد وضوابط مدنظر ہیں۔

قاعدہ حضور علیہ السلام دنیا میں معلم الکتاب والحکمۃ ہو کر مبعوث ہوئے ہیں آپ کا ہر قول وفعل اسی مقصد پر منحصر ہوتا ہے۔ آپ نے اس وقت یہ بتانا تھا کہ قبور پر تر چیزیں ڈالنے سے میت کو تخفیفِ (عذاب) ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ تر ہونے تک ذکرِ الٰہی کرتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔

"وان من شئ الا یسبح بحمد ربہ"

"ہر شے اللہ تعالٰی کا ذکر کرتی ہے اور خشک ہونا ان کی موت ہے"

کیونکہ ہر شے کی موت کے احکام علیحدہ علیحدہ ہیں اور احکامِ دنیویہ شے کی حیات تک ہوتے ہیں۔ اسی لئے تر رہنے تک میت کو عذاب میں تخفیف ہوگی۔

چونکہ مخالفین معتزلہ فرقہ کے اصول پر چلتے ہیں اس لئے پینترا بدل کر کہہ دیا کہ تخفیفِ عذاب کا قاعدہ دائمی نہیں بلکہ یہ تو حضور علیہ السلام کا خاصہ تھا۔ اور حضور علیہ السلام کی خصوصیات حضور علیہ السلام تک محدود ہوتی ہیں۔ اور وہ بھی حضور علیہ السلام کی شفاعت کی حیثیت سے تھا اور شفاعت صرف حضور کا خاصہ ہے۔ اور بس۔

لطیفہ بہت سے حضور علیہ السلام کے خصوصیات ہم نے لکھے تو یار لوگوں نے کہا کہ یہ حکم عام ہے مثلاً "ابو خزیمہ انصاری کی ایک کی گواہی دو کے برابر ہے۔ حضور علیہ السلام کا خاصہ ہے لیکن ابن القیم نے کہا کہ یہ حکم عام ہے اب اسی حدیث

کا حکم عام ہے تو کہتے ہیں کہ یہ خاصۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اب ان کو شترِ مرغ نہ کہوں تو کیا کہوں۔

لطیفہ شفاعت نہ صرف قیامت میں بلکہ اب بھی شفاعت جاری ہے۔ اس لیے ہم استمداد اور یارسول اللہ کے نعرہ کے قائل ہیں وغیرہ وغیرہ۔

لیکن اولاً تو وہابی دیوبندی اصولی طور پر شفاعت کے منکر ہیں۔ اگر لفظاً قائل ہیں تو اتنا کہ قیامت میں جس بندے کے لیے اللہ تعالےٰ اجازت دیگا تو شفاعت کریں گے ورنہ نبی علیہ السلام کو کوئی اختیار نہیں کہ جسے چاہیں چھڑالیں وغیرہ وغیرہ۔

لیکن دنیا میں کسی کی شفاعت تو بہ توبہ جسکا نام محمدؐ یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (تقویۃ الایمان) وہ اسی قاعدہ کی کڑی ہے۔ دنیا میں جب وہ شفاعت کے قائل ہی نہیں تو پھر تر ٹہنی رکھنے سے شفاعت کہاں سے یاد آگئی۔

یہ تو اہلسنّت کے اصول والی بات ہے ثابت ہوا کہ تر ٹہنی وغیرہ سے تخفیف والی روایات اور ہیں اور شفاعت والی اور سوالات اور جوابات کے باب کے بعد مختصراً شفاعت والی روایات بھی عرض کرونگا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

نبی کریم علیہ کے ان صحابہ کرام و تابعین نے حضرت ابو برزہ و بریدہ کے اس قول پر موافقت ظاہر کر کے قبروں پر سبز شاخیں ڈالنے کے مسئلہ پر نہ صرف اجماع امت بلکہ اجماع صحابہ کی دلیل قائم کر دی (الحمد علیٰ ذالک)

آخری بات اس سے مخالفین کے سوال کا جواب ہو گیا کہ تر کھجور سے فائدہ حضور علیہ السلام کا خاصہ ہے لیکن حضور نے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھدیتم (میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے) فرما کہ حضرت ابو برزہ کی اتباع کرنے والوں کو بدعت سے بچا کر ہدایت کی شاہراہ پہ گامزن فرما گئے۔ لیکن مخالفین نے ایک دلیل صریح بھی نہیں دی صرف

اپنے عقلی دلائل اور اپنی طرف سے ادھر اُدھر کی باتیں کرتے ہیں ـــــ. اگر ان

کے ہاں ممانعت کی کوئی صریح دلیل ہے تو پیش کریں۔

(باب ۲ اقوال الفقہاء المحدثین)

(۱) شامی یعنی رد المختار باب زیارۃ القبور میں ہے

"وتعلیلہ بالتخفیف عنہما مالم تیبسا ای

یخفف عنہا برکۃ تسبیحہا اذ ہو اکمل من

تسبیح الیابس لما فی الاخضر نوع حیاۃ"

کمی عذاب کی علت ہے۔ ان کا خشک نہ ہونا یعنی ان کی تسبیح کی برکت سے عذابِ قبر

میں کمی ہوگی کیونکہ تر شاخ کی تسبیح خشک کی تسبیح سے زیادہ کامل ہے کیونکہ اس

میں ایک قسم کی زندگی ہے۔

فوائد ۱ امام شامی رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں اہلسنت اور احناف کی جانب سے دو ضابطے بیان کر کے معتزلہ کا رد کر دیا۔ ۱۔ قبر کے عذاب کی تخفیف کا سبب جریدہ (پھول وغیرہ کی) تسبیح ہے۔ اگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم رکھیں یا آپ کا کوئی امتی۔ اس سے معتزلہ کے اس قاعدہ کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ مُردے کو زندے کا کوئی عمل فائدہ نہیں دیتا۔ ۲۔ تسبیح قولی ہے اور جمادات وغیرہ میں بھی ان کے لائق حیاۃ ہے اور معتزلہ (فلسفیوں کی تقلید میں) ہر دو نوں یعنی تسبیح قولی اور جمادات کی حیاۃ کے منکر ہیں۔

(۲) ہماری اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اہلسنّت قدماء کے عقائد و مسائل اور ان کے اصول و ضوابط کی وراثت ہم اہل سنّت (بریلوی مکتبِ فکر) کو نصیب ہے اور دیوبندیوں وہابیوں (غیر مقلدین) اور دیگر ان کے ہمنواؤں کو معتزلہ اور فلاسفہ کے اصول و ضوابط و عقائد و مسائل کی وراثت حاصل ہوئی۔

اسی لئے ان غریبوں کے تمام مسائل اصولی طور پر خوارج اور معتزلہ سے جا کر ملتے ہیں۔ بدیں وجہ فقیر انہیں خوارج و معتزلہ کی شاخیں سمجھتا ہے تفصیل کیلئے دیکھئے "ابلیس تا دیوبند"

(٣) امام شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری بیان کردہ احادیث سے استدلال کیا ہے اس سے ہم اہلسنت کی تائید اور منکرین کی تردید فرمائی۔ اور فرمایا جو تر کھجور کا فائدہ صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت سمجھتے ہیں۔ وہ غلط اور مبنی بر خطا ہے۔

(٤) مالکی مذہب کے بعض افراد کا اندازہ ہمارے منافی نہیں جبکہ حدیث مبارک اور صحابی کا عمل اور شوافع اور احناف سارے کے سارے مؤید ہیں۔

(٥) قبر پر پھول وغیرہ ڈالنا اہلِ اسلام کا شیوہ ہے اور انکار کرنے والے محدثین کا انکار پھول اور تر کھجور کا انکار دوسری وجہ سے ہے۔ یہ ان کا امراء نہیں جو وہابیوں کی ہے۔ اس کی وجہ ہم آگے چل کر عرض کریں گے (انشاء اللہ)

(٦) جو امام خطابی اور امام قسطلانی سے مخالفین نے سہارا ڈھونڈھا وہی حضرات قائل ہیں تصریحات آئیں گی

(٧) امام شامی کے زمانہ تک یہ مسئلہ متفق علیہ ہے یہ خرابی محمد بن عبدالوہاب نجدی نے پیدا کی اور اس کی اتباع میں ہمارے ملک کے وہابی، دیوبندی منکر ہو گئے۔ اور نجدی مذکور باتفاق علماء اہلِ اسلام خارجی تھا۔ جیسا کہ انہیں امام شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کتاب فتاویٰ شامی میں تصریح فرمائی ہے۔

نوٹ

امام شامی کی عبارت کے تحت ہم نے فوائد ان کی مختلف عبارات سے لے کر لکھے ہیں۔ ان کی عبارات آئندہ اوراق میں آرہی ہیں۔

(۸) اسی امام شامی کی رد المحتار شرح در المختار (مطبوعہ مجتبائی ص۶۶)

میں ہے۔ تتمہ یکرہ ایضاً قطع النبات والحشیش من المقبرۃ

دون الیابس کما فی البحر والدرر و شرح المنیۃ وعللہ

فی الامداد بانہ مادام رطبا یسبح اللّٰہ تعالٰی

فیونس المیت بہ وتنزل بذکرہ الرحمۃ ونحوہ

فی الخانیۃ اقول ودلیلہ ما ورد فی الحدیث من وضعہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام الجریدۃ الخضراء بعد شقہا

نصفین علی القبرین الذی یعذبان وتعلیلہ بالتخفیف

عنہما مالم ییبسا ای یخفف عنہما ببرکۃ تسبیحہما

اذ ھو اکمل من تسبیح الیابس لما فی الاخضر من نوع حیاۃ

وعلیہ فکراھۃ قطع ذلک وان نبت بنفسہ ولم یملک

لان فیہ تفویت حق المیت ویوخذ من ذلک ومن

الحدیث ندب وضع ذلک للاتباع ویقاس علیہ

ما اعتید فی زماننا من وضع اغصان الآس ونحوہ

صرح بذلک ایضا جملۃ من الشافعیۃ وھذا اولی

مما قالہ بعض المالکیۃ من ان التخفیف عن القبرین انما

حصل ببرکۃ یدہ الشریفۃ صلی اللّٰہ علیہ وسلم او دعائہ

لہما فلا یقاس علیہ غیرہ وقد ذکر البخاری ان بریدۃ

بن الحصیب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اوصی ان یجعل فی قبرہ جریدتان

واللّٰہ تعالٰی اعلم۔ — **فائدہ** اس عبارت سے صاف معلوم ہو گیا

کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت دست مبارک اور دعا پر محمول کرنے سے

پر محمول کرنے سے تسبیح جریدہ پر محمول کرنا اولیٰ ہے یا شافعیوں کی ایک جماعت بھی اسی طرف ہے جب کتب کی تصریح یہ ہے علی الخصوص خانیہ جس کے مصنّف امام فقیہ النفس فخر الدین اور زجندی ہیں۔ جن کی نسبت ائمہ و علماء نے تصریح فرمائی کہ ان تصحیح سے عدول نہ کیا جائے کہ نفس اجتہادی رکھتے ہیں تو اس کے مقابل بعض مالکیہ یا متاخرین حنفیہ کی شروح حدیث پیش کرنا فقاہت سے بالکل بعید ہے۔ علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ کتبِ فقہ شروحِ حدیث پر مقدم ہیں۔ کما فی ردالمحتار وغیرہ۔

سوال :۔ تم نے جن احادیثِ مبارکہ سے استدلال کیا ہے اس سے صرف اکیلے حضرت بریدہ صحابی نے استدلال کیا۔ پھر اس پر وصیت فرمائی باقی صحابہ سے تو منقول نہیں۔

جواب یہ قواعدِ اسلام سے بے بہرگی کی دلیل ہے۔ ان سے کون پوچھے کہ کس نے لازم کیا کہ سب صحابہ بالاجماع اس پر عامل رہے ہوں بعض کا قول اور باقی کا عدم انکار بلاشبہ کافی ہے۔ "اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم" ارشاد ہوا کہ میرے صحابی مثل ستاروں کے ہیں۔ تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے راہ پاؤ گے یا یہ فرمایا کہ جب تک سب صحابہ بالاتفاق کسی فعل کے عامل نہ ہوں۔ اتباع نہ کرو اس فعل نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب کو اطلاع کہاں ثابت۔ اور جن بعض کو اطلاع ہے ان میں دو کا فعل ثابت ہے۔ اور بعض سے منقول نہیں تو عدم نقل نقل عدم نہیں نہ ترکِ مستحب مفید عام استحباب

مودودی کے اجتہاد کا پردہ چاک

مودودی نے داڑھی کی مقدار قبضہ کے انکار کا دار و مدار کیلئے قاعدہ ہی غلط رکھا۔ اور کہا کہ قبضہ بھر داڑھی کی نقل صرف عبداللہ بن عمر ہیں۔ (رضی اللہ عنہ)

اس نے یہ غلط قاعدہ دیوبند کے فضلائے سے پڑا کر مستقل مجتہد بن بیٹھا۔ اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب منتہ المنعم فی لحیۃ المسلم میں دیکھیے۔

سوال:- ابن طاہر نے مجمع البحار میں لکھا ہے "لیس فی الجریدۃ معنی یخصہ وانما ذاك ببركة يده انتہی"

جواب یہ عبارت مجمع البحار میں ہے لیکن مخالفین نے حسب عادت ادھوری عبارت لکھدی ہے۔ اصل اور مکمل عبارت یوں ہے۔ مجمع البحار جلد سوم مطبوعہ مطبع نولکشور ص ۴۹۸ میں ہے۔

ولیس فی الجریدۃ معنی یخصہ وانما ذلك ببركة يده ولذا انکر الخطابی ومنع الناس الجریدۃ ونحوہ علی القبر وقیل الرطب یسبح فتخفیف برکۃ فیطرولانی کل الوباء حین والبھول لقولہ وان من شیٔ ای حی وحیوۃ کل شے بحسبہ"

مطلب یہ ہے کہ جریدہ میں کوئی معنی ایسے نہیں جو اس کو خاص کریں اور یہ تخفیف تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دستِ مبارک کی برکت سے ہوئی۔ اور اسی واسطے خطابی نے لوگوں کے جریدہ وغیرہ کے قبر پر ڈالنے کا انکار کیا۔ اور کہا گیا ہے کہ تر یعنی شاخ سبز تسبیح کرتی ہے۔ اور ہر چیز سے ہر زندہ چیز مراد ہے اور ہر شے کی زندگی اسی کے لائق ہوتی ہے۔ نباتات کی زندگی اس وقت تک کہ خشک نہ ہو جائیں

مخالفین نے عبارت کا یہ اخیر حصہ تو چھوڑ دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تخفیف عذاب کا باعث تسبیح جریدہ ہے اور جس عبارت میں قبروں پر پھول وغیرہ ڈالنے کا صاف جواز مذکور ہے۔ اور پہلا حصہ خطابی کا مذہب لکھ ڈالا جس کو اکابر علماء نے رد کیا ہے۔

سوال :- اس میں یہ قول یہ لفظ قیل ہے۔

جواب :- یہ عبارت یہ رمز کے کرمانی یا قسطلانی شافعی کی ہے مگر اس سے پہلے کی عبارت اسی مجمع البحار میں ہے۔ جس میں اس قیل کو مذہب محققین سے مؤید کیا ہے۔ حکیم صاحب اسے اڑا گئے مجمع البحار میں بعد ذکر احتمال شفاعت سے لکھتے ہیں

"وقیل لکونهما یسبحان مادام رطبین لقوله تعالیٰ وان من شئ الا یسبح ای شئ حی وحیوة الخشب مالم ییبس والحجر مالم یقطع والمحققون علی تعمیم الشئ وتسبیحه دلالة علی الصانع واستحبوا قراۃ القرآن عند القبر لانه اذا خفف به تسبیحه فتلاوة القرآن"

اولیٰ یعنی کہا گیا ہے کہ تخفیف عذاب کا باعث یہ ہے کہ وہ شاخیں جب تک تر رہیں گی تسبیح کریں گی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی شے نہیں مگر وہ تسبیح کرتی ہے اور لکڑی کی زندگی جب تک ہے کہ خشک نہ ہو اور پتھر کی جب تک ہے کہ قطع نہ کیا جاوے اور محققین کے نزدیک شے عام ہے اور اس کی تسبیح صانع پر دلالت کرتا ہے اور قبر کے پاس قرآن شریف کا پڑھنا علماء نے مستحب کیا ہے کیونکہ جب تسبیح جریدہ سے تخفیف حاصل ہوتی ہے تو قرآن پاک کی تلاوت اور بھی اولیٰ ہے۔

(۹) طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۶۴ میں ہے۔

"وقد افتی بعض الائمة من متاخری اصحابنا بان ما اعتید من وضع الریحان والجرید سنة بهذا الحدیث"

بعض متاخرین احناف نے فتویٰ دیا ہے کہ خوشبودار پھول قبور پر رکھنا جائز ہے

اسی حدیث سے استدلال کیا گیا ہے جو مذکور ہوئی - اور یہ عادت جو اہلِ اسلام میں ہے صحیح اور جائز ہے -

ف :- علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کا لوہا مخالفین بھی مانتے ہیں۔ انہوں نے (احناف) کا فتویٰ واضح فرمایا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ نجدی کے فتنہ سے پہلے قبور پر پھول وغیرہ ڈالنا جملہ اہلِ اسلام کی عادت تھی -

(۲۰) علامہ بدرالدین شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"واھل التحقیق علیٰ انه یسبح واذا کان العقل لا یحیل التمیز فیھا وجاء النص وجب المصیر الیه واستحب العلماء قراءۃ القرآن عند القبر بھذا الحدیث لانه اذا کان یرجیٰ التخفیف بتسبیح الجریدۃ فتلاوۃ القرآن اولیٰ فان قلت ما الحکمة فی کونھما داما رطبین یمنعان العذاب بعد دعوی العموم فی تسبیح کل شیٔ قلت یمکن ان یکون معرفة ھذہ المعرفة عدد الزبانیة فی انه تعالیٰ ھو المختص بھا (عینی ج ۱ ص ۸۷۴)

اہلِ تحقیق کا مذہب ہے کہ وہ ٹہنی تر تسبیح پڑھتی ہے قاعدہ ہے کہ عقل کو سمجھ نہ آئے اور صریح نص کا حکم ہو تو عقل کو قربان کرنا چاہیئے۔ علماء کرام نے قبر کے نزدیک قرآن پڑھنا مستحب بتایا ہے ۔ ان کی دلیل یہی حدیث ہے اس لیے کہ جب ٹہنیوں کی تسبیح سے تخفیف عذاب ہوتا ہے تو قرآنِ پاک کی تسبیح و تلاوت سے بطریقِ اولیٰ ہے ۔ کہ تخفیف ہو اگر سوال کرو ۔ کہ جب قرآن میں عام حکم ہے تو پھر ٹہنی کی تخصیص کیوں . اسکا جواب یہ ہے کہ یہ علم اللہ تعالے کو ہے اس کی تخصیص کا حال وہی ہے

جو زمانیہ ملائکہ کی تعداد کا۔

فائدہ تر ٹہنی ہو یا اور کوئی تر شے قبر پر رکھنے سے تخفیفِ عذاب یا رفع درجات احادیث شریف وفقہا کی تصریحات سے ثابت ہے۔

لیکن وہابی دیوبندی منکر ہیں اور ایسی تصریحات و احادیثِ فقہ کا صاف انکار کرتے ہیں۔

لطیفہ صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہٗ کی سخت علمی گرفت پر ایک دیوبندی حکیم ہدایت العلی کے حواس باختہ ہو گئے اس نے صاف لکھ دیا کہ

حکیم صاحب سوائے آنحضرت صلعم[1] کے سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین سے ہرگز ثابت نہیں کہ ان کا بھی یہ معمول تھا۔

جواب:- سبحان اللہ حکیم صاحب کے لئے آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہونا کافی اگر اور لوگوں سے ثابت ہوتا تو مان لیتے۔ (شرم)

حکیم صاحب اور جو حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی وصیت اور روایت سے استدلال کیا ہے کہ شہائے تر کا قبور پر ڈالنا عموماً جائز ہے ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ **جواب**:- ہاں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہونا آپ نے کافی نہ سمجھا تو بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت کیوں ماننے لگے ہو وہ تو صحابی ہیں مگر یہ بھی تو فرما چکے ہو کہ سلف صالحین سے ثابت ہوگا تو تسلیم کریں گے۔ کیا آپ نے حضرت بریدہ صحابی رضی اللہ عنہ کو سلف صالحین میں شمار بھی نہیں کیا۔ آپ کے نزدیک ان کا پایہ مولوی اسحاق دہلوی سے بھی کچھ کم ہے جو ان کا قول تو تسلیم کر لیا۔

---

[1] ہم کہتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اوران کی روایت تسلیم نہیں کرتے۔)

فائدہ :۔ دیکھا حکیم نے کیا لکھ مارا کہ حضور پرنور نے کیا تو کیا حکیم کو توسلف صالحین کی پیروی کرنی ہے۔

(۱۲) مدخل لابن الحاج میں ہے۔

"والعامۃ فی کثیر من البلدان تغرز بین الخواص فی قبور موتاھم"

بکثرت شہروں میں عام اہلِ اسلام اپنے اموات کی قبروں میں برگ خرما ڈالتے ہیں۔

فائدہ معلوم ہوا کہ قدیم سے برگ خرما وغیرہ قبور پر ڈالتے چلے آئے۔ وہابیت نے اسے بدعت کہا اور اس سے واضح ہوا کہ وہابیت خود بدعت کی مرتکب ہے۔

سوال :۔ مدخل میں جریدتین کا انکار ثابت ہے۔ انہوں نے حضرت بریدہ صحابی رضی اللہ عنہ کیلئے لکھا کہ ان کا قول وعمل حجت نہیں۔

جواب :۔ مدخل میں ان کی تصریح میں نے لکھدی ہے۔ باقی رہا ان کا ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کے قول کی حجت کی بات انہوں نے تو اصولِ حدیث پر بحث کی ہے کہ قول اصحابی حجت نہیں اور وہ مالکی ہیں۔ مالکیوں کے ہاں قاعدہ صحیح ہے لیکن ہم حنفی ہیں اور دیوبندی بھی حنفیت کے مدعی ہیں۔ احناف کے اصول میں قول وعمل حجت نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیوبندی صرف لیبل تک محدود ہیں۔ کہ خود کو حنفی کہلاتے ہیں۔ درنہ درحقیقت یہ وہابی ہیں کہ وہابیت کے اصول پر چلتے ہیں۔

(۱۳) حضرت سلطان العلماء ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

استحب العلماء قراءۃ القرآن عند القبر بھذا الحدیث اذ تلاوۃ القرآن اولی بالتخفیف من تسبیح الجریدہ وقد ذکر البخاری ان بریدہ بن الحصیب الصحابی

اوصی ان یجعل فی قبرہ جرید تانِ فکان تبرک

یفعل مثل فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مرقات ج۱-۲ ص۲۸۶ مطبوعہ مصر)

یہی علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ مرسی کتاب میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

وقیل لا نھما یسبحان مادام رطبین

لقولہ تعالیٰ وان من شی الا لیسبح ای شی

حیّ وحیوۃ الخشب مالم ییبس والحجر مالم

یقطع والمحققون علی تمیم الشی وتسبیحہ

دلالۃ علی الصانع والیحبو قراءۃ القرآن

عند القبر لانہ اذا خفف بہ تسبیحہ فتلاوۃ

القرآن اولیٰ۔

ترجمہ:۔ یعنی جب تک تر ہوں اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وان من شی الخ ہر شئے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے جبتک زندہ ہو اور لکڑی کی حیات تر و تازگی میں ہے۔ اور پتھر کی جب تک سالم رہے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو محققین کہتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے اور ان کی تسبیح صانع کے وجود کی دلیل ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ قبر کے نزدیک قرآن پڑھنا مستحب ہے کیونکہ تسبیح سے عذاب کی تخفیف ہوتی ہے۔ تو قرآن پڑھنے سے بطریق اولیٰ ہوتی ہے۔

(۱۴) فتاویٰ برہنہ غیر مطبوعہ مطبع نولکشور جلد اول ص۳۶۴ میں ہے کہ

"و در خبر است کسے کہ زیارت کند و گوید الھم انی اسئلک بحق محمدؐ

وآلِ محمدؐ ان لا تعذب المیت حق تعالیٰ عذاب ازاں گور بردارو تا نفخ

صور وگل وریحان بر گور نہادن اولی ست کہ تا تر ست تسبیح
می گوید ومیت ازاں انس میگیرد ازینجا گفتہ اند کہ گیاہ تراز
گور نشاید ودر کرد ہر چند گیاہ تر بود اثر رحمت بیشتر بود کمانی
الترغیب وتصدق بقیمت اولی تر۔

حدیث شریف میں ہے کہ قبر کی زیارت کرے اور کہے اے اللہ بطفیل محمد وآلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میت کو عذاب نہ دے تو اس مردے سے تا قیامت عذاب اٹھ جاتا ہے اور ریحان قبر پر رکھنا بہتر ہے۔ کہ جبتک تر رہیں گے تسبیح کریں گے ان سے میت مانوس ہوگی۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ قبر سے گھاس نہیں اکھیڑنا چاہیئے۔ تاکہ میت پر رحمت کی بارش ہو اور ان کی قیمت صدقہ کرنا اولیٰ ہے۔

(۱۵) فتاوی عزیزی مطبع مجتبائی دہلی میں ہے۔

"ونہادن گل وخوشبو ماخوذ ازان ست کہ کفن میت را بخوشبو
وکافور ودیگر خیرہا ازیں جنس مثل حنوط یعنی اگر کچھ آمدہ است
وحالانکہ میت در قبر ست ازیں چیزھا۔ بر قبری نہند تا مشابہت
بمیت تازہ بہم رسد محتمل است کہ ازیں نہادن خوشبو سرور بمیت
می رسد زیرا کہ دریں حالت زندگی کہ قوت شامہ است مفقود است
اما قیاسا بر لذات کہ میت را می رسد بعد موت از روئے شرع
شریف ثابت یعنی لذت ہائے عالم کہ در احادیث صحیحہ آمدہ است
کہ قبانیہ من روحہا وطیبہا ودر حق شہدا در قرآن مجید وارد است
یرزقون فرحین ابتات می تواند نمود"

امام نووی شارح مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

وقیل لکونہما یسبحان مادامار طبین ولیس

للیابس تسبیح وھذا مذھب کثیرین والاکثیر
من المفسرین فی قولہ وان من شئ الا یسبح
بحمدہٖ (نووی ج ۱ ص ۱۴۱)

ترجمہ:۔ بعض نے کہا کہ وہ تسبیح پڑھتی ہیں جبتک تر ہونگی اور خشک کی کوئی تسبیح نہیں یہی اکثر فقہا کا مذہب ہے اور یہی مفسرین فرماتے ہیں۔
اسکے بعد لکھا کہ

استحب العلماء قراۃ القرآن عند القبر لہذا الحدیث لانہ اذا کان یرجی التخفیف تسبیح الجرید فتلاوۃ القرآن اولیٰ	علماء کرام کے نزدیک قبر کے قریب قرآن پڑھنا مستحب ہے اس لئے کہ جب ٹہنی کی تسبیح تخفیف عذاب ہے تو تلاوتِ قرآن سے بطریق اولیٰ

(مجمع البحار ج ۳ ص ۴۹۸)

لطیفہ

عوامِ اہلِ اسلام یقین فرمائیے کہ دیوبندی وہابی دھوکہ دہی کے استاد ہیں معمولی سا سہارا کہیں سے ملجائے تو بغلیں بجاتے نہیں تھکتے خواہ وہ سہارا غلط ہو مثلاً اسی مسئلہ میں انہیں کہیں سے امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ملا تو فوراً چونک اٹھے کہ قبور پر پھول ڈالنا حرام ہے۔ اور سخت حرام اس لئے کہ بخاری کے شارح نے لکھدیا یہ نہ دیکھا کہ اہلِ علم پھبتیاں اڑائیں گے۔ وہ اسطرح کہ کہواتے ہیں حنفی یا عامل بالحدیث اور قول پیش کر دیا شافعی المذہب کا حالانکہ یہ فقہی مسئلہ ہے اس میں احناف کو حنفی قول چاہیئے۔ اور عامل بالحدیث کو حدیث لیکن کیا کیا جائے جہاں اصول وضوابط کو بالائے طاق رکھدیا جائے تو پھر..........

اور ان کی بدحواسی بھی قابلِ رحم ہے کہ حضور علیہ السلام کے کمال کی دلیل ہم نے ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے بیان کی تو کہدیا کہ ہم نہیں مانتے کیونکہ یہ شافعی المذہب ہیں یعنی ہم نے ہر قبر میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی تائیدی عبارت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کی تو کہا کہ یہ شافعی المذہب ہیں اب عوام میرے ساتھ ملکر کیوں نہیں کہتے کہ یہ ہمیں شتر مرغ یا شترِ بے مہار۔

باب سوم

(سوالات وجوابات)

(سوال) قبور پر گل پاشی وغیرہ کا انکار بڑے محدثین سے منقول ہے مثلاً امام قسطلانی وامام خطابی نے انکار کیا ہے۔

جواب ۱: اس کے جوابات بھی بڑے بڑے محدثین سے منقول ہیں۔ امام بدر الدین شارح بخاری عینی میں لکھتے ہیں " ومنها قيل هل الجريد معنى يخصه فى الغرز على القبر لتخفيف العذاب (الجواب) انه لا لمعنى يخصه فى المقصود ان يكون فيه رطوبة من اى شجر كان ولهذا انكر الخطابى ومن يتبعه وضع اليابس الجريد۔

ترجمہ:۔ کھجور کی شاخ کی کیا خصوصیت ہے۔ جو قبروں پر گاڑی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کھجور کی شاخ میں کوئی خصوصیت نہیں۔ مقصود تو تر ہے۔ خواہ کسی درخت کی ہو اسی وجہ سے خطابی اور ان کے متبعین نے قبر پر کھجور کی خشک شاخ ڈالنے سے انکار کیا ہے۔

جواب ۲:۔ یہی امام عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"قال الخطابى فيه على استحباب تلاوة الكتاب العزيز على القبور لانهٗ اذا كان يرجى عن الميت التخفيف لتسبيح الشجر فتلاوة القرآن العظيم اعظم رجاء وبركة

(عینی شرح بخاری ج ۱ ص ۸۷۵)

یعنی خطابی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے کہ قبروں پر قرآن مجید کی تلاوت مستحب ہے، اس لئے کہ جب درخت کی تسبیح میں میت سے تخفیف عذاب کی

امید ہوئی تو قرآن عظیم کی تلاوۃ میں تو امید و برکت عظیم تر ہے، مذکورہ بحث میں امام خطابی کے قول کی تردید ان کے اپنے قول سے ہو رہی ہے۔ یا یہ کہ کم از کم اتنا ضرور ہے کہ امام خطابی کا قول خود مضطرب ہے۔ اور مضطرب قول قابل اسناد نہیں ہو سکتا۔

جواب ۳: امام قسطلانی کے انکار کی وجہ وہ یہ ہے:

ان ذالک خاص المنفعة بافعله صلی الله علیه وسلّم ببرکة الخاصة به۔

کہ انہوں نے اِس منفعت کو نبی کریم علیہ السّلام کے دستِ مبارک کی برکت کے ساتھ مختص خیال کیا۔

امام قسطلانی ہمارے لیے بسر و چشم لیکن بمقابلہ امام علینی کہاں امام علینی اور کہاں امام قسطلانی۔

علم التحقیق اور مرتبے کے لحاظ سے امام علینی امام قسطلانی سے افضل ہیں۔
(رحمہم اللہ تعالیٰ) امام علینی قسطلانی کے استاذ الاستاذ کے مرتبہ کے ہیں کیونکہ امام قسطلانی امام سخاوی کے شاگرد ہیں۔ اور سخاوی عسقلانی و علینی کے ہم عصر ہم شہر ہیں۔ اور بہت سے مقامات پر قسطلانی نے علینی کی نقلیں لی ہیں۔

جواب ۴: حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق حضرت علامہ علی قاری یوں رقمطراز ہیں:۔

وشیخ مشائخنا السیوطی هو الذی احیا علم التفسیر الماثور فی الدر المنثور وجمع جمیع الاحادیث المتفرقة فی جامع المشهور وما ترک فنا الا وله فیه متن او شرح مسطور بل وله زیادات ومخترعات یستحق

ان یکون ھو المجدد فی القرن المذکور کما ادعاہ وھو فی دعواہ مقبول
ومشکور ھذا ھو الاظہر عندی واللہ اعلم (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۴۷)

یعنی ہمارے شیخ المشائخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وہ ہیں جنہوں نے علم تفسیر کو درمنشور میں زندہ کیا۔ اور جمیع احادیث متفرقہ کو اپنی مشہور جامع میں جمع فرمایا۔ کوئی فن نہیں چھوڑا جس میں کوئی متن یا شرح نہ لکھی ہو۔ بلکہ ان کی زیادات ومخترعات بھی ہیں۔ وہ اپنے زمانہ کے مجدد ہونے کے مستحق ہیں۔ جیساکہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے۔ وہ اپنے دعویٰ میں مقبول ومشکور ہیں۔ (باقی فضائل فقیر کے رسالہ حیوۃ الانبیاء میں دیکھئے)

ایسے مجدد سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

وقد استنکر الخطابی ومن تبعه وضع النّاس الجرید ونحو فی القبر عملا بھذا الحدیث قال الطرطوسی لان ذالک خاص ببرکۃ یدہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلّم وقال الحافظ ابن حجر لیس فی السیاق مایقطع بانه باشر الوضع بیدہ الکریمۃ بل تحمل ان یکون امر به وقد تاسی بریدۃ الصحابی بذالک فاوصیٰ ان یوضع علی قبرہ جریدتان وھو اولیٰ بان یتبع من غیرہ انتھیٰ قلت واثر بریدۃ یخرج فی طبقات ابن سعد وقد اوردته فی کتاب شرح الصدور مع اثر اخر عن ابی برزۃ مخرج فی تاریخ ابن عساکر وقد رد النووی استنکار الخطابی وقال لا وجه له۔ (حاشیہ نسائی شریف) ص ۱۵/۱۶

خلاصہ یہ کہ خطابی اور ان کے متبعین نے لوگوں کی قبروں پر ترشاخیں وغیرہ رکھنے کا انکار کیا ہے، طرطوسی نے کہا ہے کہ اس لیے کہ یہ نبی کریم علیہ السلام کے دست مبارک کی برکت کے ساتھ مختص ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ حدیث کا سیاق بھی یقین نہیں دلاتا کہ

نبی کریم علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے ہی شاخیں جمائی ہوں ۔ بلکہ یہ احتمال ہے ، کہ کسی کو یہ حکم فرمادیا ہو ، اسی لحاظ سے حضرت بریدہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں رکھی جائیں اور غیروں کا اتباع کرنے سے ان کی اتباع مناسب ترہے (مجدد سیوطی رح فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں بریدہ کا اثر طبقات ابن سعد میں تخریج کیا گیا ہے اور میں نے شرح الصدور میں مع ابو برزہ اسلمی رض کے دوسرے اثر کے وارد کیا ہے) اور نووی نے خطابی کے انکار کو رد کیا ہے ، اور اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں ۔

جواب ۵ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں ۔

"وقد انکر الخطابی مایفعله الناس علی القبور الاخواص ونحوها متعلقین بهذا الحدیث وقال لا اصل له فلا وجه له (ص ۱۴۱ ج ۱)

(نووی شرح مسلم

یعنی خطابی نے لوگوں کی قبروں پر تر شاخیں وغیرہ ڈالنے کا انکار کیا ہے اور لا اصل لہ کہا ، واقع میں لا اصل لہ کہنے کی کوئی وجہ نہیں

جواب ۶ علامہ امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں :۔

ومنها انه قیل ان النبی صلی اللہ علیه وسلم علل عزز هما بامر مغیب من العذاب ونحن لا نعلم ذالک مطلقاً الجواب انه لا یلزم من کوننا لا نعلم یعذب ام لا ان نترک ذالک الاتری امانا دعو للمیت بالرحمة فلا نعلم انه یرحم ام لا (ص ۴۷۹ ج ۱)

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری اسکا ترجمہ اگلے صفحہ پر بطور سوال و جواب پڑھیے

ف ۔ حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں بھی اسی طرح لکھا ہے ۔

سوال:- نبی کریم علیہ السلام کا شاخیں جمانا اس لیے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان اہل قبور کا معذب ہونے کا علم تھا اور ہمیں اس کا مطلق علم نہیں۔

جواب نمبر ۱: ہمارے نہ جاننے سے کہ اس صاحب قبر پر عذاب کیا جا رہا ہے یا نہیں یہ لازم نہیں آتا کہ ہم شاخیں جمانا بھی چھوڑ دیں، کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم میت کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ اس پر رحم کیا جائیگا یا نہیں۔

جواب نمبر ۲:- اگر کوئی شخص معذب (مبتلائے عذاب) ہو یا مغفور (بخشا ہوا) دونوں صورتوں میں چونکہ ہمیں علم نہیں ہے۔ اس لئے دونوں صورتوں میں اس کے لئے دعائے مغفرت کرنا جائز ہے۔ حالانکہ بخشا ہوا ہماری دعاؤں کا حاجتمند نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہر قبر پر بہ نیت نفع، صاحب قبر پھول و تر شاخیں جمانا جائز ہی نہیں بلکہ سنت مستحبہ ہے۔ کیونکہ صاحب قبر کے معذب ہونے یا مغفور ہونے کے بارے ہم لا علم ہیں۔

یا جس طرح مغفور کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے اسے درجات بلند ہوتے ہیں۔ اسی طرح مغفور کی قبر پر پھول ڈالنے یا تر شاخیں جمانے سے پھولوں اور تر شاخوں کی حمد و تسبیح کی وجہ سے اسکے درجات بلند ہوتے ہیں۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری میں مذکور ہے کہ

۱ وضع الورد والریاحین علی القبور حسن وان تصدق قیمۃ کان حسن۔

قبروں پر تر شاخیں اور پھول ڈالنا اچھا ہے۔ اور ان کی قیمت کا صدقہ بھی اچھا ہے

۲۔ اسی طرح فقہ کی معتبر کتاب ردالمختار شرح الدرالمختار مطبوعہ مصر میں ہے کہ

ومن الحدیث مذب وضع ذالک للاتباع ویقاس علیہ ما اعتید فی زماننا من وضع اغصان الآس ونحوہ وصرح بذالک ایضاً جماعۃ من شافعیۃ وھذا اولی ما قالہ بعض المالکیۃ من ان التخفیف عن القبرین انما حصل ببرکۃ یدہ صلی اللہ علیہ وسلم او دعائہ لھما فلا یقاس علیہ غیرہ

وذکر البخاری فی صحیحه ان بریدة ابن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنه
اوصی بان یجعل فی قبرہ جریدتان واللہ تعالیٰ اعلم ۔ ردالمحتار ص ۹۴۶

خلاصہ یہ کہ ترشاخیں قبر پر رکھنے یا ڈالنے کا استحباب حدیث سے ثابت ہے اور اسی پر قیاس کیا جائے جو ہمارے زمانہ میں آس وغیرہ کی شاخیں وغیرہ ڈالنے کی عادت ہوگئی ہے، شافعیوں کی ایک جماعت نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اور یہ مالکیوں کے اس قول سے اولیٰ ہے کہ تخفیف دونوں قبروں میں بسبب برکت دست مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوئی تھی یا آپ کی دعا سے ان دونوں کے لئے پس اس پہ قیاس نہ کیا جائے گا اور بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں کھجور کی دو شاخیں رکھ دی جائیں۔

سوال:۔ گل پاشی وغیرہ اگر جائز ہوتی تو حضور نبی کریم علیہ السلام نے اپنے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، و دیگر قبروں کے ساتھ یہ سلوک کیوں نہ کیا

جواب:۔ کہ آج کل رمضان شریف میں تراویح کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جاتا ہے، نبی کریم علیہ السلام نے تو صرف چند دن تراویح پڑھ کر دی۔ بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس ہیئت کے ساتھ تراویح کا اہتمام فرمایا۔ جو آج کل رائج ہے اور فرمایا:۔ ھذا بدعة حسنة۔ یہ اچھی بدعت ہے۔ خلاصہ یہ کہ استحبابی امور کے لئے صرف ایک آدھ عمل کرنا یا اس کا اشارہ کافی ہوتا ہے۔

سوال:۔ اگر اس کا کوئی ثبوت ہوتا تو یہ فعل خیر القرون و سلف و صالحین میں کیوں رائج نہ ہوا؟

جواب:۔ یہ اعتراض ایک کھلی جہالت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا نبی کریم علیہ السلام کے صحابی حضرات ابو برزہ و بریدہ رضوان اللہ اجمعین خیر القرون میں سے نہیں ہیں۔ امام سیوطیؒ۔ امام نوویؒ۔ حافظ ابن حجر صاحب

فتاوئ عالمگیری رح۔ صاحب رد المختار رح۔ علامہ عینی رح۔ امام عسقلانی رح کو سلف صالحین سے نکال دیا جائے تو پیچھے کیا رہ جائیگا۔ حالانکہ ہم ان کی تصریحات عرض کر آئے ہیں۔ تعجب تو ان حضرات پہ کیا جاسکتا ہے۔ جو سنت سے ثابت ہونے والے اس فعل کو خوف خدا اور شرم نبی کا لحاظ کیے بغیر سینہ تان کر بدعت کہہ ڈالتے ہیں۔ حالانکہ وہ خود ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں امور بدعات کے عامل ہیں جنہیں وہ کسی صورت میں بھی سنت نہیں کہہ سکتے لیکن پھر بھی ہمیں بدعتی کہتے کہتے نہیں تھکتے۔ تفصیل دیکھیے فقیر کی کتاب "تحقیق البدعۃ اور العصمۃ عن البدعۃ"

خاتمہ :- لطائف بدعات ھی بدعات

خود گھر کو سمجھالیں تو گل پاشی بر قبور انکے اپنے اکابر سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب اصلاح الرسوم میں لکھتا ہے کہ پھول وغیرہ فاسقوں فاجروں کی قبروں پر ڈالنا چاہیے نہ کہ قبور اولیاء۔ پر ان کے مزارات میں عذاب ہے ہی نہیں جس کی پھول وغیرہ سے تخفیف کی جاتے۔

مولوی اشرف علی رح کا اعتراف

اس عبارت سے مولوی تھانوی صاحب مان گئے کہ قبور پر پھول وغیرہ ڈالنا جائز ہے حرف ضد ہے تو انبیاء عظام اور اولیاء کرام سے لیکن ناظرین سوچیں کہ یہ لوگ اولیاء وانبیاء دشمنی میں کیسے کیسے عجیب ہتھیار استعمال کرتے ہیں جیسے یہاں تھانوی صاحب نے استعمال فرمایا کہ عوام شرعی قواعد سے بے خبر فوراً متاثر ہونگے کہ واقعی اولیاء وانبیاء (علیہم السلام) کے مزارات پر پھول ڈالنا جائز نہ ہوں کیونکہ قبور پر پھول اور تر پتوں اور شاخوں سے تو گناہ کی مغفرت اور عذاب کی تخفیف مطلوب ہے اور انبیاء واولیاء پہلے سے بخشے ہوئے ہیں۔

فلہٰذا ان کے مزارات پر پھول ڈالنا حرام یا کم از کم ناجائز ہو۔ فقیر کے جواب سننے سے پہلے اندازہ لگالیں۔ کہ یہ لوگ اس طرح سے میٹھا حلوہ و کھا کر زہر کھلاتے ہیں۔ لیکن یہ شکر ہے۔ کہ ان کا حکیم الامۃ مان گیا کہ شرعاً عوام کی قبروں پر ترشاخیں اور پھول وغیرہ ڈالنا جائز ہے۔

مولوی اشرف علی کے غلط استدلال کا ازالہ۔

شریعت کا قاعدہ ہے کہ وہ اعمال و افعال اور وہ جملہ امور جو گناہ گار کی دفع مصیبت کیلئے کرتے ہیں۔ وہ صالحین کے لئے بلندی درجات کا فائدہ دیتے ہیں۔ جیسے

۱ مسجد کی طرف چلنا ہمارے گناہ معاف کراتا ہے مگر صالحین کے درجات بڑھاتا ہے۔

۲ بہت سے اعمال و افعال اور بعض دعائیں مجرموں کے گناہوں کو مٹاتی ہیں اور صالحین کے مراتب بڑھاتی ہیں۔ اس طرح کی سینکڑوں کی مثالیں اسلام میں موجود ہیں۔ تو اگر تھانوی صاحب کا قاعدہ مان لیا جائے تو پھر چاہیے کہ صالحین نہ مسجد میں آئیں نہ استغفار پڑھیں اور نہ ہی ان کے لئے ایصال ثواب کیا جائے اور نہ ہی دیگر وہ امور جو ان کے وصال (وفات) کے بعد ہمارے لئے عمل میں لانے کا حکم ہے۔ بجا نہ لائے جائیں کہ وہ گناہوں سے پاک ہیں اور نہ ہی حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درود پاک پڑھا جائے جبکہ اس میں اللھم صل علیٰ سیدنا محمدؐ ہے

نوٹ :- یہی حربہ غیر مقلدین استعمال کرتے ہیں کہ جس رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تم کہتے ہو کہ وہ اب بھی ہماری فریاد رسی (شفاعت) فرماتے ہیں یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ ہماری دعاؤں کے محتاج ہیں (معاذاللہ) تو جس طرح ہم ان غیر مقلدوں کو درود شریف کا جواب دیں گے سو وہی جواب تمہارے لئے کہ ان پھولوں

کی تسبیح سے ان انبیاء عظام اور اولیاء کرام کی مزارات میں رحمت الٰہی اور بھی زیادہ ہوگی جیسے وہاں تلاوت قرآن سے۔

(لطیفہ) یجوز لنا ولایجوز لغیرنا " (ہمارے لئے تو جائز ہے لیکن دوسروں کیلئے ناجائز) عرب کا مشہور مقولہ ان صاحبان نے اپنا لیا ہے چنانچہ آزماکر دیکھئے کہ وہ جملہ امور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے وارثین اولیاء کیلئے ہم اہلسنت ادا کریں گے وہ ان کے نزدیک شرک اور حرام اور مکروہ تحریمی اور بدعت سیّئہ ہیں۔ لیکن اپنے لئے اور اپنے مولویوں لیڈروں کے لئے جائز مثلاً نعرہ رسالت و حیدری غوثیہ انکے نزدیک حرام اور بدعت سیئہ لیکن اپنے مولویوں کے لیے لیڈروں کیلئے اتنا لمبے چوڑے اور گلے پھاڑ پھاڑ کر نعرے لگائیں گے۔ کہ جنہیں سن کر کان پھٹنے کو آتے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی کتاب نعرۂ تکبیر بدعت ہے یا نہ ایسے ہی پھولوں اور نوٹوں اور دیگر مصنوعی ہاروں سے اپنے مولویوں لیڈروں کو ایسا سجائیں گے کہ دور سے دولہن کا وہم ہو لیکن اولیاء کے مزارات کے پھولوں کیلئے حرمت کا فتوٰی ہے حالانکہ سرکار کونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں پھولوں کی کمی نہیں اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چاہتے تو سرکار کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہر وعظ اور ہر خطبہ میں بہترین سے بہترین پھولوں کے ہار پہناتے لیکن کبھی ایسا نہ ہوا اور آج ایسا ہونا گویا وعظ و تقریر کے جلسہ کے لئے کا لجزء بن گیا ہے۔ لیکن کبھی حرام اور بدعت سیئہ کا فتوٰی نہیں اور یہ گل پاشی نہ صرف زندہ مولویوں لیڈروں کیلئے بلکہ ان کے مُردے بھی پھولوں سے لادے گئے۔

ملاحظہ ہو

روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ اپریل ۱۹۸۰ء میں ہے۔

" احتشام الحق تھانوی پر گل پاشی کی گئی "۔

نوٹ:۔ یہ صرف نمونہ کے طور پر ان کے دو مولویوں کا نام لکھا گیا ہے ورنہ اخبارات گواہ ہیں کہ یہ بدعت تقریباً ان کے ہر چھوٹے بڑے مولوی لیڈر کے لئے ہوئی۔ اور ہوتی رہے گی۔

لطیفہ) حضرت امام شامی رحمتہ اللہ تعالےٰ کے حوالہ میں پڑھ لیں کہ ان کے زمانہ تک مسلسل اس اجماعی مسئلہ پر عمل ہوتا رہا۔ نجدی محمد بن عبدالوہاب سے انکار شروع ہوا۔ تو اس مسئلہ کے منکر بدعتی ہوئے۔

لطیفہ:۔ جس مسئلہ میں انکو معتزلہ و خوارج کی تائید ملے گی اسے اپنائیں گے۔ دلیل کیلئے غلط سہارے تلاش کریں گے معتزلہ کا اصول ہے کہ اہل اموات کو اہل اسلام کسی قسم کا نفع نہیں پہنچا سکتے یہ مسئلہ بھی منجملہ اسی سے ہے۔ اسی لئے ان لوگوں نے معتزلہ کے اصول پر عمل کر کے خطابی و قسطلانی رحمہم اللہ تعالےٰ کا سہارا ڈھونڈا۔ حالانکہ ان کا مقصد کچھ اور تھا۔ جسے ہم نے تفصیل سے عرض کر دیا ہے۔ لیکن انہوں نے ان کا سہارا کیا جو سراسر غلط نکلا۔

لطیفہ:۔ ان کی عادت ہے کہ جس عقیدہ کو شرک یا حرام کہیں گے اسے ضرورت کے وقت عمل میں لائیں گے مثلاً بزرگوں کے تبرکات کیلئے ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ اہل اموات کو فائدہ پہنچاتے ہیں جس کی تفصیل فقیر نے رسالہ "فیض الحسن فی الکتابۃ علی الکفن" میں لکھی ہے لیکن یہ لوگ اس عقیدہ کو نہیں مانتے مگر اس مسئلہ میں اس کا سہارا لے کر اعتراض کیا کہ جن قبروں پر حضور علیہ السلام نے کھجور کی شاخیں جمائیں وہ صرف آپ کے دست مبارک کی برکت سے عذاب زائل ہوا۔ ورنہ یہ قاعدہ عام نہیں۔ حالانکہ یہ اس عقیدہ کے منکر ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات کچھ فائدہ دے سکتے ہیں اسی لئے عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کی حدیث اپنے دعویٰ میں پیش کرتے ہیں۔

نئے مجتہد کا نیا شوشہ

فقیر یہ رسالہ مکمل کر چکا تھا تو دیا بند کے چار مجتہدین کے چار مقالے "ادارہ اسلامیات لاہور کے شائع کردہ مسماۃ "بدعت کیا ہے کسی نے دیئے کہ یہ جدید تحقیق عجیب وغریب ہے اس کے متعلق رائے قائم کی جائے۔ فقیر نے کتاب کی طباعت اور جلدی بندی اور اس کے ناشر کے کرّو فر دیکھ کر سمجھا کہ بہترین اور محققانہ طور پر لکھی گئی ہوگی لیکن جب اسے کھولا تو یہ مثال صادق آئی کہ کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔ اس کا ایک نمونہ میرے موضوع بحث سے ہے۔ اس کے ص ۲۵۲ کا مضمون جُوں کا توُں حاضر ہے۔

ایسے ہی ایک حدیث قبروں پر پھول وغیرہ چڑھانے کے سلسلے میں بطور دلیل حجت لائی جاتی ہے کہ حضورؐ ایک مرتبہ کسی قبر سے گذر رہے تھے تو آپؐ نے کسی درخت کی ایک ٹہنی توڑ کر قبر پر پھیری یا گاڑ دی۔ جب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اس قبر کی میّت پر عذاب ہو رہا تھا۔ یہ ٹہنی مُردے کے لئے دعائے مغفرت کرے گی۔

مجھے مستحضر نہیں رہا کہ یہ روایت کس کتاب میں ہے نہ لکھنے والے نے کوئی حوالہ دیا ہے میں اس روایت کو جوں کا توں صحیح مان کر اہل عقل سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس سے کسی بھی پہلو قبرِ اولیاء پر پھول چڑھانے کا جواز نکلتا ہے؟ یہ روایت تو بتاتی ہے کہ حضورؐ نے پھول نہیں ٹہنی چھوائی ہے۔ آپ ٹہنی کے پھولوں کی بات کرتے ہیں۔ حضورؐ نے عذاب سے نجات دلانے کے لئے یہ عمل کیا تھا۔ آپ ان بزرگوں کی قبر پر بطور عقیدت و نیاز مندی پھول چڑھا رہے ہیں جن کے متعلق آپ عذاب کا وہم بھی گناہ سمجھتے ہیں اور فرض کیجئے آپ اپنے عزیز واقارب ہی کی قبروں پر ان کے عذاب کو ہلکا کرنے کے لئے پھول چڑھانے لگیں تو اس کا مطلب

یہ نکلے گا کہ آپ بھی خود کو رسول اللہ کی طرح مقبول بارگاہ الٰہ سمجھتے ہیں آپ بھی اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ آپ کے دست مبارک کے ڈالے ہوئے پھول عذاب ہلکا کر دیں گے۔ آپ کے نزدیک گویا میت کے عذاب کو ہلکا کرنے کی تاثیر دستِ رسولؐ میں اور دعائے رسولؐ میں نہیں تھی بلکہ خود ٹہنی میں تھی اور آپ ٹہنی نہ ملنے کی وجہ سے پھول چڑھا رہے ہیں کہ پھولوں میں بھی عذاب کم کرنے کی خاصیت ہے۔ اللھم احفظنا کھلی ہوئی بات ہے کہ مزاروں پر پھول چڑھانا۔ منتیں ماننا، چادریں چڑھانا، کھانا پر فاتحہ پڑھنا سب عجمی تہذیب و تمدن کے انعامات ہیں جنہیں آپ نے اپنے دین کے سانچے میں ڈھال لیا ہے اور خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر آپ کو انعامِ آخرت دے گا۔ زہے خوش خیالی۔

تبصرہ اُویسی اس مقالہ کے راقم خیر سے عامر عثمانی ہیں یعنی ایڈیٹر "تجلی دیوبند" سابق دیوبندی اور آنجہانی مودودی کا نام ہی اس کی قابلیت کی داد دے رہا ہے۔ اس مقالے کا نام ہے "بدعت توحید کی ضد ہے"۔ سبحان اللہ کیا ہی علمی نکتہ ہے۔ توحید کی نقیض شرک تو عام مشہور ہے لیکن نئے مجتہد کا اس طرح کا نیا اجتہاد جدت پیدا کر رہا ہے۔ عامر صاحب کے عرف میں جتنا بدعات (حسنہ) کا ارتکاب ہو رہا ہے وہ شرک ہے اگرچہ اس میں سارا دیوبند اینڈ مودودی کمپنی بھی شامل ہے۔ تفصیل فقیر کی کتاب "تحقیق البدعۃ والعصمۃ عن البدعۃ" میں ہے۔

(۲) مخالفین کا محقق عامر عثمانی لکھتا ہے کہ "مجھے مستحضر نہیں رہا کہ یہ روایت کس کتاب میں ہے۔ جس محقق کو متفق علیہ (بخاری و مسلم اور مشکوٰۃ جیسی معروف کتابوں کی روایات کا علم نہیں وہ تحقیق خاک کرے گا۔ جب ان کے معتقدین ان کی ایسی بے اعتنائی دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ اہلسنت کی پیش کردہ روایت غیر معتبر ہیں

اسی لئے ان غریبوں کے سامنے جب بھی ہم اپنے دعویٰ میں کوئی روایت پیش کرتے ہیں تو فوراً کہہ اٹھتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے آزما کر دیکھئے۔ یہ ان کی لاعلاج بیماری انہیں کہاں سے کہاں تک لے جائے گی۔

(۳) دیوبندی وہابیہ کے محقق نے وہی مولوی اشرفعلی تھانوی والا استدلال پیش کیا ہے۔ عبارت کی ملمع سازی کے سوا کوئی تحقیق نہیں فرمائی۔ دوسرا وہی سوال دہرایا ہے۔ جس کے جوابات ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ یہاں پر مجھے صرف یہ دکھانا ہے کہ مخالفین خود تو محروم ہیں لیکن دوسروں کو بھی محرومی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

خلاصۃ المرام بہر حال احادیث مبارکہ اور محدثین وفقہاء کرام کی عبارات سے ثابت ہوا کہ عام مومنین کی قبور پر ہر سبز شاخ اور پھول ڈالنے سے عذاب کی تخفیف ہوتی ہے اور بزرگوں کے مزارات پر پھول وغیرہ ڈالنے جائز ہیں۔ اس مسئلہ میں صرف انکار خوارج زمانہ کو ہے۔ حضور علیہ السلام کے زمانۂ اقدس سے لے کر آج تک تمام اہل اسلام اس کے قائل اور عامل تھے اور ہیں۔ ان کے اختلاف سے مسئلہ کی حقیقت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ ہی ان کے اختلاف سے اللہ والوں کے مزارات پر پھول ڈالنے میں کمی آتی ہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ والوں کی عقیدت و محبت ونسبت میں تاابد قائم ودائم رکھے اور انہیں کے ساتھ قیامت میں ہمارا حشر ہو۔ آمین۔

وصلی اللہ علی حبیبہ الرؤف الرحیم الکریم الامین۔ وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

فقط

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۴ رجب ۱۴۰۲ھ شب اتوار بعد نماز عشاء۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ کے انکار کے جوابات

خطابی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ توضیح فرماتے ہیں

"لعل وجہ الکلام الخطابی ان ھذا واقعۃ حال
خاص لا یفید العموم ولھذا وجھہ لہ توجیہات
سابقۃ فتدبر فانہ محل النظر"

فائدہ یہ عبارت عموماً مخالفین پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہی عبارت خود بتاتی ہے کہ خطابی کا یہ قول مخدوش ہے۔ اس لئے کہ "فتدبر" وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں وہ امر مخدوش ہو اسکے بعد "فانہ محل النظر" جملہ تو صراحت کرتا ہے کہ خطابی کا یہ قول بالکل ضعیف اور ناقابلِ قبول ہے۔

(۱) حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ خطابی کے انکار کی کوئی اصل نہیں ہے یعنی ان کا اپنا عندیہ ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

"ثم رأیت ابن حجر صرح وقال قولہ لا اصل لہٗ
ممنوع بل ھذا الحدیث اصل اصیل لہ ومن ثم،
افتی بعض الائمۃ من متأخری اصحابنا بان ما اعتید
ومن وضع الریحان والجرید سُنّۃ بھذا الحدیث"

(مرقات ص ۲۹۲ ج ا مطبوعہ مصر)

میں نے ابنِ حجر کی تصریح دیکھی انہوں نے فرمایا کہ خطابی کے قول کی کوئی وقعت نہیں ہے اس لئے کہ یہ حدیث اس مسئلہ میں اصولی لحاظ سے اصل ہے اس لئے کہ ہمارے متاخرین ائمہ نے قبور پر گل و ریحان ڈالنا عادت بنا رکھا ہے۔ اور یہ سُنّت ہے۔

فائدہ: جہاں اس عبارت سے خطابی کا رد معلوم ہوا یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت علامہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سے قبور پر تر شاخیں ڈالنا سُنّت سمجھا جاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ نجدی فتنہ نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

خطابی کا اقرار: خطابی رحمۃ اللہ علیہ یہ تو خود بھی مانتے ہیں کہ قبور پر تر شاخیں ڈالنا اہلِ اسلام کا شیوہ ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"والعامة فی کثیر من البلدان تفرس الاخواص فی قبور موتاهم (مجمع البحار ص ۴۹۸ ج ۳)

خطابی کا سنِ وفات: حضرت خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۳۰۸ھ میں ہوا اس سے معلوم ہوا کہ یہ عمل خیر القران سے جاری تھا اور امام شامی رحمۃ اللہ تک جاری رہا۔ اور ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔ صرف نجدی فتنہ کی لپیٹ میں آنیوالے اس سُنّت سے محروم ہیں۔ بلکہ اسے بدعت کہہ کر اپنا انجام برباد کر رہے ہیں۔

خطابی کے انکار کی وجہ: خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا انکار اصل مسئلہ سے نہیں صرف کھجور کی تر شاخ سے ہے یعنے اسے صرف شاخ کھجور تر سے مقید نہ کیا جائے بلکہ ہر تر شئے ڈالنے کو عام کیا جائے۔ چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "ومنها هل الجريد معنى يخصه فى العزز على القبر تخفيف العذاب الجواب انه لا لمعنى يخصه بل المقصود ان يكون رطبة من اى شجر كان ولهذا انكر الخطابى ومن تبعه وضع اليابس الجريد"

ان مسائل میں ایک یہ ہے کہ صرف ٹہنی کھجور کا رکھنا خاص ہے۔ جو تخفیف عذاب کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عام ہے کہ کوئی تر شاخ ہو جس درخت کی بھی ہو

اس لئے خطابی اور اس کے متبع خشک ٹہنی رکھنے کا انکار کرتے ہیں۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ سے تائید کی تصریحات

خطابی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے چنانچہ علامہ عینی نے لکھا ہے

(۱) "قال الخطابی فیہ دلیل علی استحباب تلاوۃ الکتاب العزیز علی القبور لانہ اذا کان یرجی عن المیت التخفیف تسبیح الشجر فتلاوۃ القرآن العظیم اعظم رجاء وبرکۃ"۔ (شرح البخاری ص۲۷۵ ج ۱)

"خطابی نے اس بارے میں فرمایا کہ اس سے ثابت ہوا کہ قبر کے نزدیک عذاب کی امید جب تر شاخ رکھنے میں ہے تو تلاوتِ کلامِ الٰہی میں اور زیادہ امید ہونی چاہیئے۔ (۲) شرح الصدور میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

"قال الخطابی ھذا عند اہل العلم محمول علی ان الاشیاء مادامت علی خلقھا او خضرتھا او طراوتھا فانھا تسبح حتی تجف رطوبتھا و تحول خضرتھا او تقطع عن اصلھا"

"خطابی نے فرمایا کہ اہلِ علم کے نزدیک ٹہنیوں کی تری اور سبزی ضروری ہے کیونکہ وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہیں۔ خشک ہونے تک یا انہیں جڑ سے کٹنے تک۔

نتیجہ: جس خطابی کا سہارا ڈھونڈھا گیا ان کا اپنا قول بھی ہماری تائید میں مل گیا۔ تو جس قول سے مخالفین استدلال کرتے ہیں وہ مضطرب ہے اور اقوالِ مضطربہ قابلِ حجت نہیں ہوتے۔

شافعی المذہب: امام خطابی شافعی المذہب ہیں اور یہ مسئلہ فقہی ہے تو اکثر مخالفین حنفیت کا دم بھرتے ہیں۔ اصولی طور پر ان کو

ان کے قول سے استدلال علمی خیانت یا فقہی جہالت ہے. اور وہ ہیں بھی اکیلے اگر ثابت ہو جائے کہ واقعی وہ مسئلہ ھذا کے خلاف ہیں ورنہ اکثر شوافع اس کے قائل نہیں جیسا کہ تصریحات مذکور ہوئیں اور ہوں گی۔

وُہی بے ڈھنگی رفتار

: مخالفین کی مثال شتر بے مہار کی ہے کہ کسی مسئلہ کے خلاف نجدی تقلید میں آواز اٹھائیں گے تو کہیں گے دکھاؤ کہاں لکھا ہوا ہے قرآن و حدیث میں. اگر قرآن و حدیث دکھائیں گے تو کہیں گے کہ کسی فقیہ و محدّث کا استدلال اور حوالہ دکھاؤ. جب سب کچھ دکھاؤ تو انکار کو پختہ کرنے کے لئے کسی بھی منکر کا سہارا ڈھونڈھیں گے جیسے یہاں ہوا کہ ہم نے حدیث جریدہ دکھائی تو محدثین کرام کی تصریحات پڑھائیں اور فقہاءِ احناف کے حوالہ جات پیش کئے اب لگے ہاتھ پاؤں مارنے اور کہا خطابی وغیرہ نے انکار کیا ہے. ہم نے اس کی محققانہ طور پر قلعی کھول دی ہے. اسکے باوجود بھی کہیں گے ہم نہیں مانتے۔ آزما کر دیکھ لیجئے۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

: مخالفین جب امام خطابی رحمتہ اللہ علیہ کے سوال سے ہارتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ فعل صرف اور صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت سے ہے کہ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تر شاخیں جمائیں اس لئے آپ کے دستِ اقدس کی برکت سے ان پر سے عذاب کی تخفیف ہوئی۔

جوابات اُویسی

: (۱) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُنیا میں تعلیم انسانی کے لئے تشریف لائے ہیں. اس لئے ہم امتیوں کو آپ کے ہر فعل و قول و عمل کی اتباع کرنا لازمی اور ضروری ہے. لیکن چونکہ آپ ہماری مثل نہیں اس لئے بعض امور آپ کی خصوصیات سے ہیں. اور وہ

خصوصیات علماء کرام نے علیحدہ تصانیف میں تحریر فرمائی ہیں۔ چنانچہ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالےٰ کی خصائصِ کبریٰ اس موضوع پر بہت مشہور ہے۔ اس میں اس خصوصیت کا کہیں ذکر نہیں۔

(۲) علماء کرام نے خصوصیت کے لئے ایک قاعدہ شرعیہ لکھا ہے وہ یہ کہ

" وما لم یعلم من ای جھۃ فعلہ قلنا فعلہ
علی ادنی منازل افعالہ وھوالاتباع لان الاتباع
اصل فوجب التمسک بہ حتی یقوم دلیل الخصوصیۃ

(حسامی ونور الانوار وغیرہ وغیرہ)

اس عبارت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ جب یہ نہ معلوم ہو سکے کہ سیّدِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے یہ فعل کس جہت پر کیا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ حضور کا فعل کم از کم حضور کے افعالِ شریفہ کے ادنیٰ منازل پر ہوگا اور کم سے کم مرتبہ اُن سرورِ والا جاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے افعالِ شریفہ کا اباحت ہے۔ تو جبتک دلیلِ خصوصیت قائم نہ ہو حضور کے افعالِ شریفہ کے ساتھ تمسک واجب ہوگا۔ کیونکہ حضور کا اتباع لازم ہے ہم تو حضور ہی کو مقتدا جانتے ہیں اور حضور ہی کے افعالِ شریفہ کا اتباع کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی التجا کرتے ہیں کہ ہمیں تادمِ اخیر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع نصیب فرمائے اور انہیں کے متبعین میں ہمارا حشر کرے آمین۔

قبور پر ترشاخ اور پھول ڈالنے کی تاریخی حیثیت اور حوالہ جات	(۱) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ حدیثیں	
	(۱) روایت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما	مشکوٰۃ ص۴۲
	(۲) ،، ،، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کنز العمال ص۱۳۱
	(۳) ،، ،، ،، ،، ،،	،، ،،
	(۴) ،، ،، ،، ،، ،، ،،	،، ،،
	،، ،، ابو برزہ رضی اللہ عنہ	،، ،،
صحابہ کرام کی وصیت	(۱) سیدنا ابو برزہ و بریدہ رضی اللہ عنہما	،، ،،
خطابی رضی اللہ عنہ کا زمانہ	وفات خطابی ص۳۰۸ھ	مجمع البحار

اس کے بعد جملہ محدثین و شارحین و فقہا کرام اپنی تصانیف میں حدیث مذکور سے استدلال کرتے چلے آئے یہانتک کہ علامہ شامی کے زمانہ تک اس پر عمل اور استحباب کے لئے القابات سے نوازا جاتا رہا اور قبور پر پھول وغیرہ ڈالنے کی کیفیت صحیح رہی - محمد بن عبدالوھاب نجدی نے جب سے مزارات سے دشمنی کا فتنہ برپا کیا تو ہمارے ملک کے نجدی اور وھابی ایسے ہی نجدی کے تمام ہمنواؤں نے اسے سُنّت اور استحباب کے کھاتہ سے نکال کر بدعتِ سیئہ میں ڈالدیا۔

اب اہلِ انصاف سوچیں کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں آئیے میں بتاؤں

۱- انگریز نے پٹی پڑھائی

۱- تاریخ کے اوراق الٹیے ذرا صدیوں پیچھے مڑ کر دیکھئے ہمارے اسلاف نے انگریزوں کو چنے چبوائے ترکوں تک اہلِ سُنّت کے معمولات و معتقدات عوام سے حکام تک اپنی

معمولات ومعتقدات پر چلے آرہے ہیں۔ اگر ان کے خلاف آواز اُٹھتی تو دب جاتی۔ مثلاً خوارج ومعتزلہ وغیرہ وغیرہ جب سے انگریز نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کی وہابی تحریک کی بنیاد رکھی تو اس وقت سے اہلسنّت کے معتقدات ومعمولات شرک وبدعت کی لپیٹ میں آگئے، خوارج ومعتزلہ کے عقائد ومسائل زندہ کئے گئے صرف اصطلاحات واسماء اور طریقے بدلے گئے تفصیلات فقیر نے کتاب "ابلیس تا دیوبند" میں لکھ دی ہیں۔

یہاں قبور پر پھول ڈالنے کے اختلاف معتزلہ کے اصول کی جھلک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد بمنزلہ مٹی کے ہے نہ فائدہ دے سکتا ہے نہ لے سکتا ہے۔ اس لئے وہ قبر کے عذاب وثواب کے قائل نہیں ان کے اسی اصول کو زندہ کرنے پر وہابیت کی بنیاد ہے۔

غور فرمائیں گے تو ہمارا اور وہابیوں دیوبندیوں کے اکثر مسائل وعقائد کا اختلاف اسی اصول پر ہے ہم معتزلہ وخوارج کے اصول مٹانا چاہتے ہیں اور وہ انہیں زندہ کرنا چاہتے ہیں۔

اہلِ سُنّت قدماء کی کُتبِ احادیث وشروح وفقہ جنمیں ترشاخ اور قبور پر پھول ڈالنے کا جواز واستحباب کا ثبوت ملتا ہے

نمبر شمار	نام کتاب	صفحہ نمبر
۱	بخاری شریف	
۲	مسلم شریف	
۳	مشکوٰۃ شریف	۴۲
۴	کنز العمال	۱۲۱

نمبر شمار	نام کتاب	صفحہ نمبر
۵	عمدۃ القاری از علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ	ص ۸۷۷، ۸۸۴ ج ۱ ، ص ۸۷۹ ج ۱
۶	فتح الباری از علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ	ص ۲۷۶ ج ۱
۷	ارشاد الساری شرح بُخاری از قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ	ص ۲۳۵، ج ۱
۸	مرقات شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ	ص ۲۸۶، ۲۴۷ ج ۱
۹	نووی شرح مُسلم	ص ۱۴۱ ج ۱
۱۰	ردالمحتار فتاویٰ شامی	ص ۶۶ ج ۱
۱۱	مجمع البحار	ص ۴۹۸ ج ۳
۱۲	زہر الربی شرح نسائی علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	ص ۱۴، ۱۵
۱۳	شرح الصدور " " " " "	ص ۲۱۱
۱۴	عالمگیری (فتاویٰ ہندیہ)	ص ۳۶۴
۱۵	فتاویٰ برہنہ (فارسی)	ص ۳۶۴
۱۶	فتاویٰ عزیزی شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ	

ان کے علاوہ بے شمار کُتبِ احادیث و فقہ و فتاویٰ اور تاریخِ اسلام میں حوالہ جات موجود ہیں اور وہابیوں غیر مقلدوں سے پوچھئے کہ تمہارے انکار کے حوالے کون سے قدمائے اہلِ سُنّت کی تصانیف میں ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنا اجتہاد پیش کریں یا معتزلہ و خوارج اور اہلِ ظواہر سے دلائل اُدھار کھا تے لیں۔

سوال : ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری نے اپنی صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل بیان کی جس کا جملۂ آخر یہ ہے

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی

مررت بقبرین یعذبان فاجببت بشفاعتی ان

یرفعہ ذلک عنھما مادام الغصنان رطبین"

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں دو قبروں پر سے گزرا جن کے صاحب پر عذاب ہو رہا تھا۔ چنانچہ میں نے ان کے لئے شفاعت کی چنانچہ میری درخواست جناب باری تعالےٰ میں قبول ہوئی اور دونوں سے عذاب (تا خشک ہونے شاخوں کے) موقوف کیا گیا۔ (انتھی بلفظہ

جواب : اس حدیث کو پیش کرنے سے معترض کا یہ منشا ہے کہ وہاں تر شاخیں جمائی تھیں تو شفاعت بھی فرمائی تھی پھر تخفیفِ عذاب ہوئی تو شفاعت سے نہ کہ تر شاخوں سے۔

یہ معترض کا اپنا خیال ہے کیونکہ جس واقعہ سے استدلال کیا گیا ہے اس میں صرف تر شاخوں کا جمانا ہے اس کے ساتھ شفاعت کا جداگانہ ذکر نہیں۔ یہی حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ تو یہ واقعہ ہی دوسرا ہے اور نہ ہی ہم نے اس سے استدلال کیا ہے جن احادیث سے ہم نے استدلال کیا ہے وہ واقعات اور ہیں اور یہ واقعہ اور۔ دونوں کو ایک سمجھنا یہ دیوبندیوں وہابیوں کی کم علمی کی دلیل ہے۔ ذیل میں ہم محققین شارحین کی تصریحات عرض کرتے ہیں تاکہ مخالفین کی کم علمی ثابت ہو۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد اول مطبوعہ مطبع میریہ مصر ص۲۷۶ جس میں شیخ الاسلام حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد علی بن محمد

بن محمد بن حجر عسقلانی شافعی رحمتہ اللہ علیہ قرطبی سے نقل فرماتے ہیں

"وقیل انه مشفع لهما هذه المدة كما صرح

به وفی حدیث جابر لان الظاهران القصة

واحدة وكذا رجح النووی كون القصة واحدة

وفيه نظر لما اوضحنا من المغائرة بينهما"

یعنی کہا گیا ہے کہ سردارِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی مدت کے لئے ان دونوں قبر والوں کی شفاعت فرمائی تھی اور وہ قبول ہوئی جیسا کہ حدیث جابر میں مصرح ہے اس لئے کہ ظاہر یہ ہے کہ قصّہ واحد ہے اور نووی نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے لیکن اس میں نظر ہے یعنی یہ بات قابلِ تسلیم نہیں کیونکہ ہم ان دونوں قصّوں میں مغایرت ثابت کر چکے ہیں۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مطبوعہ مطبع عامرہ دار السلطنۃ عثمانیہ جلد اول ص۸۷۷ ملاحظہ ہو کہ اس میں علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن نصر عینی حنفی رحمتہ اللہ تعالے علیہ فرماتے ہیں۔

ومنها ان فی متن هذا الحديث ثم دعا بجريدة

فكسرها كسرتين يعنى انه بهما فكسرها وفی

حديث جابر رضی الله تعالی عنه رواه مسلم

انه الذی قطع الغصنين فهل هذه قضية

واحدة ام قضيتان الجواب انهما قضيتان،

والمغائرة بينهما من اوجه الاول ان هذه كانت

فی المدينة وكان مع النبی صلی الله عليه وسلم

جماعة وقضية جابر كانت فی السفر وكان خرج

لحاجة فتبعه جابر وحده الثانی ان فی هذه القضیة انه علیه السلام غرس الجرید بعد ان شقها نصفین کما فی روایة الاعمش الاتیة فی الباب الذی بعده وفی حدیث جابر ام علیه الصلوٰة والسلام جابرا فقطع غصنین من شجرتین کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استتر بهما عند قضاء حاجة ثم امر جابرا فالقی غصنین عن یمینه وعن یساره حیث کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جالسا وان جابرا ساله عن ذالك فقال انی مررت بقبرین یعذبان فاجببت بشفاعتی عن یرفع عنهما ما دام الغصنان رطبین الثالث لم یذکر فی قصة جابر ما کان السبب فی عذابهما الرابع لم یذکر فیه کلمة الترجی فدل ذالك کلها علی انهما قضیتان بل روی ابن حبان فی صحیحه عن ابی هریرة انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم مر بقبر فقال ائتونی بجریدتین فجعل احداهما عند راسه والاخری عند رجلیه فهذا بظاهره یدل علی ان هذه قضیة ثالثة فسقط بهذا کلام من ادعی ان القضیة واحدة کما مال الیه النووی والقرطبی"

علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری مطبوعہ مطبع نولکشور کانپور کی جلد اول ص۲۳۵ میں لکھتے ہیں۔

"وفیه النظر لما فی حدیث ابی بکرة عند الامام احمد والطبرانی انه الذی اتی بالجریدة الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وانه الذی قطع الغصنین

فدل ذالك على المغايرة ويؤيد ذالك ان قصه الباب كانت بالمدينة وكان معه عليه الصلوٰة والسلام جماعة و قصة جابر كانت فی السفر وكان خرج لحاجة فتبعه جابر وحده فظهر التغاير بين حديث ابن عباس وحديث جابر بل فی حديث ابی هُريرة رضی الله تعالیٰ عنه المروی فی صحيح ابن حبان مايدل على الثالثة "

ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نووی و قرطبی کے واقعہ کو ایک بنانا مسلم نہیں دونوں واقعوں میں تغیر ہے بلکہ حدیثِ ابو ھُریرۃ جو صحیح ابنِ حبان میں مروی ہے تیسرے واقعہ پر دلالت کرتی ہے اب معلوم ہوگیا کہ مخالف نے جو شفاعت والی حدیث پیش کی ہے وہ واقعہ ہی دوسرا ہے. جس کو اس واقعہ سے بالکل مغایرت ہے جس سے ہم نے استدلال کیا ہے لیکن مخالفین نے دو علیحدہ واقعات ایک طرز کے دیکھ کر دو علیحدہ روایات کو ایک سمجھ کر دھوکہ دیدیا لیکن انہیں یقین ہوگیا ہوگا۔ کہ کبھی چور پکڑے بھی جاتے ہیں جیسے تمہارے ساتھ ہوا۔ کہ تم نے علمی چوری کی تو بریلی کے محققین نے تمہاری چوری پکڑ لی۔ اس کی سزا اگر تمہیں آج نہ بھی ملی تو دیکھنا کل تمہارا کیا حشر ہوتا ہے (انشاء اللہ تعالیٰ)

راس اللطائف :- اس لطیفہ کا نام لطیفوں کا سرغنہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اسی لطیفہ نے دیوبندیوں وہابیوں کو صاحب لطیفہ بنایا ہے۔ اگر یہ لطیفہ نہ ہوتا تو ممکن ہے وہ بھی نہ ہوتے۔ اور اس لئے بھی کہ اس کا مضمون دوسرے لطائف سے بہت زیادہ دلچسپ ہے۔ اور اس لئے کہ ان میں دیوبندیوں وہابیوں کے سردار کی بہت بڑی چوریاں پکڑی گئی ہیں۔

لطیفہ :۔ حضرت صدرالافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ کے زمانہ میں ان کے ایک ہم عصر نے قبور پر پھول ڈالنے کے رد میں جو کچھ لکھا آجتک لکیر کے فقیر بن کر مخالفین اسی کی تقریر و تحریر دُہرا رہے ہیں۔ اور بس اس بہادر نے رد میں سترہ کتب کے حوالہ جات گنے۔ فقیر بطور نمونہ اس کی عبارتیں فوائد النور سے نقل کر کے دکھانا چاہتا ہے تاکہ اہلِ اسلام کو یقین ہو کہ یہ آج کے وہابی دیوبندی وُہی کہہ رہے ہیں جو کل ان کے بڑے کہہ گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عبارت خود گھڑنے والے اور مضامین چور صرف یہی نہیں بلکہ ان کے بڑوں کی بھی یہی عادت ہے۔

حکیم صاحب :۔ ملا علی قاری نے امام نووی سے نقل کیا ہے

"واما وضعهما على القبر فقيل انه صلى الله تعالى عليه وسلم سال الشفاعة لهما فاجيبت بالتخفيف الى ان ييبسا"

یہ حکیم صاحب مُرادآباد میں مخالفین کے چوٹی کے علامہ سمجھے جاتے تھے۔

جواب :۔ صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مُرادآبادی قدّس سرّہ نے تحریر فرمایا کہ حکیم صاحب نے کتاب کا صفحہ تو کیا نام تک بھی نہ لکھا۔ ؎

ذرا تو اور بھی کر لے جفا کہ اور دلبر
ہنوز میری وفا سے تری جفا کم ہے

اس حالت میں یہ کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتا کہ علامہ علی قاری رحمہ الباری نے امام نووی سے کس کتاب میں سے یہ عبارت نقل کی کتاب کا نام نہ لکھنا اور اس کا صفحہ بھول جانا بتاتا ہے کہ جواب لکھتے وقت حکیم صاحب بہت گھبرا گئے تھے۔

اب میں عرض کرتا ہوں کہ وہ عبارت مرقاۃ المفاتیح میں ہے حکیم صاحب نے دانائی سے کام کیا کیونکہ اگر کتاب کا نام لکھتے تو ضرور بکف چراغ

دارد کا مصداق۔ حکیم صاحب نے دیانت کی گردن ماری ہے یعنی مطلب کی ایک سطر تو لکھ دی باقی عبارت مُدعا کے خلاف پائی تو صاف اُڑا گئے۔ کیا انصاف و دیانت کا یہ مقتضا نہیں کہ عبارت مثبت مُدّعائے خصم ہو تو تسلیم کریں کیا یہ ناانصافی نہیں کہ قبل والی عبارت مفید مطلب سمجھ کر لکھ جائیں اور اسی عبارت میں مذہب منصور مذکور ہو تو اس کے پاس تک نہ جائیں۔ کہ یہ تصرّف بے جا اس پر دلالت نہیں کرتا کہ حکیم صاحب کے مفید مُدّعا عبارتیں ان کے ہاتھ نہ آئیں ورنہ وہ کیوں ایسی جرأت کرتے

اب میں وہ عبارت پیش کرتا ہوں جس کے خوف سے حکیم صاحب نے کتاب کا نام تک نہ لکھا۔ کہ کہیں عبارت خصم کی نظر نہ پڑ جائے۔ اور اپنے مُدّعائے باطل پر قیامت آئے۔ علامہ فاضل فہامہؒ کامل علی بن سُلطان محمد القاری رحمۃ الباری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ مصر جلد اوّل صفحہ ۲۸۶ میں حدیث ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی شرح میں حکیم صاحب والی عبارت اور اس کے بعد دُعا کا احتمال ناقلاعن النووی ذکر فرماتے ہیں۔

"وقیل لانہما الخ"

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ یعنی جب تک تر رہیں گی تسبیح کریں گی پھر یہی علامہ قاری رحمۃ الباری اسی مرقات میں اس سے پہلے کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں۔

"واستحب العلماء قرأۃ القرآن عند القبر بھذا الحدیث اذ تلاوۃ القرآن اولیٰ بالتخفیف من تسبیح الجرید وقد ذکر البخاری ان بریدۃ بن الحصیب الصحابی اوصی ان یجعل فی قبرہ جریدتان فکانہ تبرک بفعل مثل فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ علماء کرام نے قبر کے پاس قرآن شریف کا پڑھنا اس حدیث سے مستحب ثابت کیا ہے کیونکہ قرآنِ پاک کی تلاوت جرید کی تسبیح سے اولیٰ ہے امام بخاری رحمہ الباری نے ذکر کیا ہے کہ بریدہ بن حصیب صحابی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی کہ میری قبر میں تر شاخیں رکھدی جاویں تو گویا انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کی مثل فعل سے برکت چاہی اور اس کی اس برکت سے مستفید ہونے کی خواہش ظاہر کی۔

مسلمانو! انصاف کرو ایسی صریح عبارت چھوڑ کر ایک ٹکڑا مفید خیال کر کے لکھدینا کونسی دیانت ہے۔ اور اس حرکت کو کیا کہتے ہیں میں تو کچھ نہیں کہتا مگر حکیم صاحب اپنے رقعہ کے یہ الفاظ جو خود ان کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں ملاحظہ فرمالیں تو میں نادم ہو جاؤں گا۔

حکیم صاحب کے رقعہ کی عبارت

"اس کو یقین جانیئے کہ یہ عبارت ہر ایک کتاب کی بعینہٖ نقل کی گئی ہے۔ کیونکہ نقل میں ایک نوع کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اور یہ تو لُچوں کا کام ہے کہ خود مطلبی کے موافق تو نقل عبارت کردی اور جو مخالف ہے اس کو نظر انداز کر دیا۔ اسکا خیال نہ فرمائیے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ عبارت جیسی نقل کی گئی ہے سر مو فرق نہ ہوگا۔ الراقم محمد ہدایت العلی عفی عنہ۔ اب جو حکیم صاحب سمجھ لیں کہ انہوں نے مطلب کے موافق عبارت نقل کر کے مخالف مُدّعا عبارت چھوڑدی ہے۔ یا نہیں۔

حکیم صاحب اور ابن حجر مکی نے لکھا ہے

"لعل وجہ کلام الخطابی ان ھذا واقعۃ حال خاص لا یفید العلوم ولھذا وجہ لہ توجیہات

سابقۃ فتدبر فانہ محل لنظر انتہی "۔

جواب :- وہی خوبی جو اس عبارت میں تھی اس میں بھی ہے کتاب کا نام ندارد نہ معلوم ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ تعالےٰ نے کس کتاب میں لکھا ہے۔ یہاں بھی حکیم صاحب نے کتاب کا نام نہیں بتایا ع

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

حکیم صاحب کی اس عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ شاید خطابی کے کلام کی یہ وجہ ہو کہ ان کے نزدیک یہ حدیث ایک حال خاص کا واقعہ ہے مفید عموم نہیں اسی لئے اس کی توجیہیں کی گئیں۔ سوچ لو کہ یہاں اعتراض کا محل ہے یہ بات ہر ادنیٰ طالب علم پر بھی مخفی نہیں کہ فتدبر اور اس کی مثل دوسرے کلمے ایسے موقع پر استعمال کئے جاتے ہیں جہاں وہ بات مخدوش ہو۔ یا اس میں کوئی مسامحہ ہو فتدبر کے ساتھ اگر انہ محل لنظر بھی کہہ دیا جاوے تو صراحت ہوگئی اور اس قسم کی عبارت سے استدلال کرنا اور اس کے ضعف کو نہ سمجھنا حکیم صاحب کی کم علمی ہے اور قطع نظر اس تمام سے کہ وہ ہی قطع برید عبارت حکیم صاحب نے یہاں بھی کی ہے یعنی پوری عبارت علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل نہیں کی اس عبارت سے کچھ قبل یہیں علامہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اس کا رد کیا ہے اور ترشاخیں جمانے کو سُنّت بتایا ہے۔ اس عبارت کو چھوڑنا اور موافقِ مُدّعا سمجھ کر رد کئے ہوئے دو ایک فقرے لکھ دینا کیا دیانت ہے۔

حکیم صاحب کی رقم کی گئی جو عبارت نقل کی گئی ہے پھر دوبارہ ملاحظہ فرما کر معلوم کر لیجئے کہ یہ کس کا کام ہے۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ جو فقرے لکھے ہیں وہ خود ضعف پر دلالت کر رہے ہیں جن میں صاف مذکور ہے کہ

" فتدبر فانہ محل لنظر ھان ولکن القائل

الذی یتوالادیب العجیب السکران لا یعرف ماجری

علے لسانه التثقلیة اللحمیة"

ہائے ہائے دینی مسائل میں اس درجہ کی احتیاط افسوس مسلمانو!

خیراب ہیں وہ عبارت جس میں حکیم صاحب نے قطع برید کی ہے نقل کرتا ہوں

ملاحظہ ہو۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۸۶

ثم رأیت ابن حجر صرح به وقال قوله لا اصل لهٗ

ممنوع بل هٰذا الحدیث اصل اصیل له ومن

ثم افتی بعض الائمه من متاخری اصحابنا

بان ما اُعتید من وضع الریحان والجرید سُنّة

لهذا الحدیث ولعل وجهه کلام الخطابی ان هذا

واقعة حال خاص لا یفید العموم و لهذا وجه

له توجیهات سابقة"

فتدبر فانه محل لنظر حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے قبر پر ترشاخیں جمانے کے استحباب کی تصریح کی ہے۔ اور کہا ہے کہ خطابی کا لا اصل له کہنا ممنوع ہے۔ بلکہ یہ حدیث ترشاخیں جمانے کے لئے اصل اصیل ہیں اور اسی وجہ سے ہمارے بعض ائمہ متاخرین نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ قبروں پر ترشاخیں اور پھول ڈالنا جس کی لوگوں کو عادت ہے یہ سُنّت ہے۔

امام ابنِ حجر علیہ الرحمہ کے اس کلام سے کہ ہمارے زمانہ میں پھول اور ترشاخیں قبر وغیرہ پر ڈالنے کی جو لوگوں کو عادت ہے یہ سُنّت ہے۔ یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سُنّت امام ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے زمانہ میں بھی جاری تھی اور الحمدللہ اب تک جاری ہے۔ اور اسی حدیث سے ثابت ہے رہا یہ کہ خطابی نے

باوجود مُحدّث ہونے کے ایسے امر کو کیوں لا اصل لہ کہہ دیا۔ جو حدیث شریف بصراحت ثابت ہے اس کے جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ مُمکن ہے انہوں نے اسے موقع خاص کا واقعہ سمجھا ہو اور یہ خیال کیا ہو کہ یہ مفیدِ عموم نہ ہوگا۔ اب تو تصریحات پیش کی گئی ہیں ان پر غور کرو کہ یہ محل النظر اسی عبارت کا حاصل ہے۔ اور یہ بتارہا ہے کہ فی الواقع خطابی کا خیال قابلِ اعتماد نہیں۔

حکیم صاحب کا علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت چھوڑ جانا جس میں وہ فرماتے ہیں کہ ائمہ نے قبر پر پھول اور تر شاخیں رکھانے کا فتوےٰ دیا اور سُنّت بتایا اور اس احتمالِ ضعیف مرجوح کا لکھ دینا کہانتک علم کی شان کے قریب ہے۔

حکیم صاحب سے اور دوسری جگہ مرقوم ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب میں لکھا ہے۔

"وما حدیث جابر فی صاحبی القبرین فاجیبت بشفاعتی ان یرفہ ذلک عنہما مادام الغصنان رطبین"

جواب:۔ اول تو حکیم صاحب مسلم شریف سے یہ عبارت ثابت نہیں کر سکتے اور انشاء اللہ تعالےٰ تا قیامت حکیم صاحب کو یہ عبارت مُسلم شریف میں نہیں ملے گی۔ حکیم صاحب بتارہے ہیں کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے آخر کتاب میں لکھا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حکیم صاحب تمام کتابوں میں کہیں بھی یہ عبارت دکھائیں تو ہم مانیں گے۔ نہایت ہی شرم کی بات ہے کہ کوئی بات تو عالموں کیطرح کرے اور اگر کوئی عبارت لکھے تو نہ کوئی اس کا حوالہ ہو اور اگر کتاب کا نام ہو بھی سہی تو اس میں وہ عبارت موجود نہ ہو۔ پھر قطع نظر اس کے بالفرض اگر یہ عبارت کسی کتاب میں ہوتی بھی تو حکیم صاحب کو کیا مُفید تھی اور خصم پر اس سے کیا حُجّت ہو سکتی

تھی۔ البتہ آپ کا مبلغِ علم معلوم ہو گیا۔ وہابی صاحبو! اپنے علما کی لیاقت و علم اور صدق و دیانت کو تو دیکھو کہ یہ عبارت صرف عدد بڑھانے کے لئے لکھ دی تاکہ دیکھنے والے سمجھیں کہ عبارتیں تو بہت لکھی ہیں مگر نہ خبر تھی کہ خصم کب چھوڑنے والا ہے یہ رازِ نہاں کب چھپنے والا ہے۔ آخر یہ قصہ کھلے گا کہ یہ عبارت جو حکیم صاحب نے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی بتائی ہے فی الحقیقت امام نووی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی عبارت کو ایک کا ہندسہ لگا کر نقل کر گئے ہیں چنانچہ صحیح مسلم کی شرح نووی کا ص ۱۴۱ ملاحظہ ہو کہ یہ عبارت امام نووی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی عبارت سے متصل موجود ہے ایک سطر کا بھی تو فصل نہیں "آفریں بادریں ہمتِ مردانہ" تو پھر اس عبارت میں بھی کچھ نہ کچھ ایجاد ہونا ضروری ہے۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں "مادام القضیان" ہے آپ نے مادام القضبان لکھا۔ پھر کمال ہے کہ نمبر ۲ کے ہندسے کے نیچے مسلم شریف سے اسی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کا یہی جملہ خود نقل بھی کر چکے ہیں۔ اور پھر دوبارہ لکھ دیا کہ مسلم شریف میں ہے اور لفظ ایسے ہی اپنی طرف سے ایجاد کر دیئے۔ جبکہ مسلم شریف میں نہ پتہ ہے نہ نشان ہے۔

"ہمارے دعویٰ کا خلاصہ"

اوراقِ گذشتہ کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱۔ حضور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں پر ترشاخیں لگائیں اور فرمایا کہ جبتک یہ تر رہیں گی ان قبر والوں کے عذاب میں تخفیف رہے گی

۲۔ حضرت ابو برزہ اسلمی صحابی اور حضرت بریدہ صحابی رضی اللہ عنہما نے یہ وصیتیں فرمائی تھیں کہ ہماری قبروں میں ترشاخیں رکھ دی جائیں۔ یہ حضرات دفن کئے

گئے ہوں گے۔ اس وقت صحابہ اور تابعین میں سے کتنے حضرات موجود ہوں گے جنہوں نے دفن میں شرکت کی ہوگی۔ اور اس وصیت کے بموجب ترشاخیں قبروں میں رکھیں اور رکھتے ہوئے دیکھا۔

یہاں سے صحابہ اور تابعین کی جماعت سے بھی اس عمل کا ثبوت پایا جاتا ہے۔

۳۔ تابعین و تبع تابعین سے دورِ فقہ شروع ہوتا ہے خطابی اسی دور کے ہیں مخالفین (وہابی دیوبندی) نے اُن سے انکار کا دعویٰ کیا ہم نے انکار کیوجہ سے پھر اثباتی تصریحات پیش کئے ہیں۔

۴۔ یہ سلسلہ مسلسل از خیر القرون تا حال اہلِ حق میں رہا۔ اور ہے جسپر فقیر نے فقہ اسلامی حنفی شافعی مالکی بالخصوص احناف کی معتمد کتابوں (فتاویٰ عالمگیری شامی اور در المختار) سے اس کا جواب اور استحباب ظاہر اور واضح ہے۔

دیوبندیوں وہابیوں کی تحقیق کا خلاصہ

ترشاخیں جمانے سے عذاب میں تخفیف ہونا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ اس کا جواب یہ فرما دینا محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ کوئی مخصص پیش فرمایئے اور اصولِ فقہ کی طرف توجہ کیجئے جہاں یہ فقرہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعالِ شریفہ کا ادنیٰ مرتبہ اباحت ہے۔ جبتک اُولیٰ شرعیہ میں سے کوئی دلیل خصوصیت پر قائم نہ ہو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی فعل کو حضور نبی آخر الزماں کی اُمت کے لئے ناجائز قرار دینا بجا نہیں ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وصیت جس سے میں نے استدلال کیا ہے اور جو میں اپنی پہلی تحریر میں نقل کر چکا ہوں، تم نے یہ کہدیا کہ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

مولوی اشرف علی کا اعتراف

: اس عبارت سے مولوی اشرف علی تھانوی مان گیا کہ قبور پر پھول وغیرہ ڈالنا جائز ہے صرف ضدّ ہے تو ضدّی لوگ کبھی کامیاب ہو ہی نہیں سکتے ۔

اور ضد بھی انبیاء و اولیاء کرام سے لیکن ناظرین سوچیں کہ یہ لوگ انبیاء و اولیاء سے دشمنی کرنے کیلئے کیسے کیسے انمول اور عجیب وغریب ہتھیار استعمال کرتے ہیں جیسے یہاں تھانوی نے استعمال فرمایا کہ عوام شرعی قواعد سے بے خبر ہوتے ہیں اس لئے فوراً متاثر ہوں گے کہ واقعی انبیاء و اولیاء (علیہم السلام) کے مزارات پر پھول ڈالنا جائز نہ ہوں کیونکہ قبور پر پھول اور تر پتوں اور شاخوں سے تو گناہ کی مغفرت اور عذاب کی تخفیف مطلوب ہے اور انبیاء اور اولیاء پہلے سے بخشے ہوئے ہیں فلہذا ان کے مزارات پر پھول ڈالنا حرام نہیں تو کم از کم ناجائز ضرور ہوگا ۔

فقیر کے جواب سننے سے اندازہ لگالیں کہ یہ لوگ اسطرح سے میٹھا حلوہ دکھا کر زہر کھلاتے ہیں ۔ لیکن یہ شکر ہے کہ ان کا حکیم الامّت مان گیا کہ شرعاً عوام کی قبروں پہ تر شاخیں اور پھول وغیرہ ڈالنا جائز ہے ۔

مولوی اشرف علی کے غلط استدلال کا ازالہ

: شریعت کا قاعدہ ہے کہ وہ اعمال وافعال اور جملہ امور جو گنہگار کے لئے دفع مصیبت کرتے ہیں وہ صالحین کے لئے بلندی درجات کا فائدہ دیتے ہیں ۔ جیسے (۱) مسجد کیطرف چلنا ہمارے گناہ معاف کراتا ہے مگر صالحین کے درجات بڑھاتا ہے ۔

(۲) بہت سے اعمال وافعال اور بعض دعائیں مجرموں کے گناہوں کو مٹاتی ہیں اور صالحین نے مراتب بڑھاتی ہیں ۔ اسطرح کی سینکڑوں مثالیں اسلام میں موجود ہیں ۔ اگر تھانوی صاحب کا قاعدہ مان لیا جائے تو پھر چاہیئے کہ صالحین

نہ مسجد میں آئیں نہ استغفار پڑھیں اور نہ ہی ان کے لئے ایصالِ ثواب کیا جائے اور نہ ہی دیگر وہ اُمور جو ان کے وصال (وفات) کے بعد ہمارے لئے عمل میں لانے کا حکم ہے بجا نہ لائے جائیں. کہ وہ گناہوں سے پاک ہیں اور نہ ہی حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا درود پاک پڑھا جائے جبکہ اسمیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ہے۔

نوٹ :- یہی حربہ غیر مُقلّدین بھی استعمال کرتے ہیں کہ جس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے تُم کہتے ہو کہ وہ اب بھی ہماری فریادرسی شفاعت فرماتے ہیں یہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے جبکہ وہ ہماری دُعاؤں کے محتاج ہیں. (معاذ اللہ) تو جسطرح ہم ان غیر مقلّدین کو درود شریف کا جواب دیں گے بالکل وہی جواب تمھارے لئے بھی ہے۔ کہ ان پھولوں کی تسبیح سے ان انبیاءِ عظام اور اولیاءِ کرام کی مزارات قبروں میں رحمت کیلئے اور بھی زیادہ ہوگی جیسے کہ وہاں تلاوتِ قرآن سے۔

لطیفہ :- "یجوز لنا ولا یجوز لغیرنا" ہمارے لئے تو جائز ہے لیکن دوسروں کے لئے ناجائز ہے. عرب کا مشہود مقولہ ان صاحبان نے اپنا لیا ہے چنانچہ آزماکر دیکھئے جو جملہ امور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے وارثین کے لئے ہم اہلسُنّت ادا کریں گے اُن کے نزدیک شرک اور حرام اور مکروہِ تحریمی اور بدعتِ سیئہ ہیں لیکن اپنے مولویوں لیڈروں کے لئے اتنا لمبے چوڑے اور گلے پھاڑ پھاڑ کر نعرے لگائیں گے کہ جن کو سُن کر کان پھٹنے کو آتے ہیں. ایسے ہی پھولوں اور نوٹوں اور دیگر مصنوعی ھاروں سے اپنے مولوی لیڈروں کو ایسا سجائیں گے کہ دور سے دُولہا دُلہن محسوس ہوں گے. لیکن اولیاء کے مزارات کے پھولوں کے لئے حُرمت کا فتویٰ ہے. حالانکہ سرکارِ کونین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دور میں پھولوں کی کمی نہیں اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چاہتے تو سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کو ہر وعظ اور ہر خطبہ میں بہترین سے بہترین پھولوں کے ہار پہناتے لیکن کبھی ایسا نہ ہوا اور نہ ہی آج ایسا ہوتا۔ گویا وعظ و تقریر کے جلسہ کے لئے بن گیا ہے لیکن کبھی حرام اور بدعت سیئہ کا فتویٰ نہیں اور یہ گل پاشی نہ صرف زندہ مولوی لیڈروں کے لئے ہوتی ہے بلکہ مُردہ کے لئے بھی ہوتی ہے۔

روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ اپریل ۱۹۸۰ء میں ہے:

مُردے بھی پھولوں سے لادے گئے احتشام الحق تھانوی اور مفتی محمود کی قبروں پر گل پاشی کی گئی۔ **نوٹ**:۔ یہ صرف نمونہ کے طور پر ان دو مولویوں کا نام لکھا گیا ہے ورنہ اخبارات گواہ ہیں کہ بدعت تقریباً ان کے ہر چھوٹے بڑے مولوی لیڈر کیلئے استعمال ہو چکی ہے۔ اور ہوتی ہیگی۔

لطیفہ:۔ حضرت امام شامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ میں پڑھ لیں کہ ان کے زمانہ تک مسلسل یہ اجماعی مسئلہ زیرِ عمل رہا۔ نجدی محمد بن عبدالوہاب سے انکار شروع ہوا تو اس مسئلہ کے منکر بدعتی ہوئے۔

لطیفہ: ان کی عادت ہے کہ جس مسئلہ میں ان کو معتزلہ و خوارج کی تائید ملے گی اسے اپنائیں گے دلیل کے لئے غلط سہارے استعمال کریں گے مثلاً معتزلہ کا اصول ہے کہ اہلِ اموات کو اہلِ اسلام کسی قسم کا کوئی مفاد نہیں پہنچا سکتے یہ جملہ بھی منجملہ اسی سے ہے اسی لئے ان لوگوں نے معتزلہ کے اصول پر عمل کر کے خطابی و قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سہارا ڈھونڈھا حالانکہ ان کا مقصد کچھ اور تھا جسے ہم نے تفصیل سے عرض کر دیا ہے۔ لیکن انہوں نے اُس کا سہارا لیا جو سراسر غلط نکلا۔ **لطیفہ**:۔ ان کی عادت ہے کہ جس مسئلہ کو شرک یا حرام کہیں گے اسے خود بوقتِ ضرورت عمل میں لائینگے۔ مثلاً بزرگوں کے تبرکات کیلئے ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ اہلِ اموات کو فائدہ پہنچاتے ہیں جس کی تفصیل فقیر نے رسالہ

"فیض الحسن فی الکتابتہ علے الکفن" میں لکھی ہے لیکن یہ لوگ اس عقیدے کو نہیں مانتے مگر اس مسئلہ میں اس کا سہارا لے کر اعتراض کیا کہ جن قبور پر حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کی شاخیں جمائیں وہ صرف آپ کے دستِ اقدس کی برکت سے عذاب زائل ہوا اور نہ یہ قاعدہ عام نہیں ہے۔ حالانکہ یہ اس عقیدہ کے منکر ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات کچھ فائدہ دے سکتے ہیں اس لئے عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کی حدیث دعویٰ میں پیش کرتے ہیں

خلاصۃ الکلام

: بہر حال احادیثِ مبارکہ اور محدثین و فقہاء کرام کی عبارات سے ثابت ہوا کہ عام مومنین کی قبور پر ہر سبز شاخ اور پھول ڈالنے سے عذاب کی تخفیف ہوتی ہے اور بزرگوں کے مزارات پر پھول وغیرہ ڈالنے سے بھی ثواب ملتا ہے اس مسئلہ میں انکار صرف خوارجِ زمانہ کو ہے۔ حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ مبارک سے لے کر آجتک تمام اہلِ اسلام اس کے قائل اور عامل تھے اور ہیں۔ ان کے اختلاف سے مسئلہ کی حقیقت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور نہ ہی ان کے اختلاف سے اللہ والوں کے مزارات پر پھول ڈالنے میں کمی آئیگی۔ (انشاءاللہ تعالےٰ)

اللہ ہم سب کو اللہ والوں کی عقیدت و محبت و نسبت میں تا ابد قائم و دائم رکھے اور انہیں کیساتھ قیامت میں ہمارا حشر ہو (آمین)

"وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم الامین وعلے آلہٖ واصحابہٖ اجمعین" فقط

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۴ رجب ۱۴۰۲ھ بشب اتوار بعد نمازِ عشاء

۷۸۶
مدینہ
۹۲

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سرپرست اعلیٰ: علامہ مولانا الحافظ القاری الخطیب مناظر اسلام مفتی

حضرت محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

---

۱۱۲ روپے میں سالانہ ممبر بنیئے　　۱۱۲ روپے میں سالانہ ممبر بنیئے

خوشخبری　**سالانہ ممبر بنیئے اور عمرہ کیجیئے**　خوشخبری

سالانہ ممبرشپ حاصل کرنے والے خوش نصیب قارئین کو بذریعہ قرعہ اندازی ماہنامہ قطب مدینہ کی جانب سے ہر سال ایک خوش نصیب کو علامہ ضیاء الدین مدنی قدس سرہٗ کے عرس مبارک پر علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب کے دست مبارک سے ایک خوش نصیب کو عمرہ شریف اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ٹکٹ دیا جائے گا۔

ماہنامہ قطب مدینہ

۱. اسلام اور سائنس
۲. طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
۳. دروس القرآن
۴. شعبہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ
۵. آپ کے خواب اور ان کی تعبیر
۶. معلومات عامہ
۷. آداب زندگی
۸. آپ کے مسائل اور انکا حل
۹. خواتین کا صفحہ
۱۰. بچوں کیلئے اصلاحی و اخلاقی کہانیاں
۱۱. دو قومی نظریہ

اور اس کے علاوہ بے شمار انمول علم کے موتی جو آپ کو دین و دنیا کا فائدہ پہنچائے۔ انشاء اللہ عزوجل ماہ صفر المظفر میں اپنی تمام آب و تاب کے ساتھ اپنا خصوصی ایڈیشن لیے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت پروانہ شمع رسالت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے **عرس مبارک پر** شائع ہو رہا ہے

ادارہ قطب مدینہ

ملنے کا پتہ: اسٹوڈنٹس بازار - رتن تلاؤ نزد مقدس مسجد - اردو بازار کراچی
فون موبائل: 2432429 - 0320-4027536